اعتکاف، معرفت کا راستہ

امامیہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان

رہبر معظم حضرت آیت اللہ العظمی
خامنہ ای دامت برکاتہ نے فرمایا:

" گذشتہ چند صدیوں کی بنسبت آج حسین ابن علی علیہ السلام کی شخصیت زیادہ معروف و مقبول ہے ۔آج کے حالات میں جب بھی کوئی بے غرض مفکر اور دانشور تاریخ اسلام کا مطالعہ کرتا ہے تو واقعہ کربلا پر پہنچ کر سر تسلیم خم کر دیتا ہے ۔وہ افراد جن کا بظاہر اسلام سے کوئی سروکار نہیں ہے ۔لیکن آزادی ،عدالت ،عزت ،سربلندی اور دوسرے انسانی اقدار کے قدرداں ہیں وہ سب آزادی ،عدالت ،استقلال ،برائیوں سے مقابلے اور جہالت کے خلاف جنگ میں امام حسین علیہ السلام کو اپنا رہبر و پیشوا مانتے ہیں ۔"

المہدیؑ ادارۂ تربیت اسلامی
آئی ایس او پاکستان

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مقدمہ

وَ عَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِمَ وَ إِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَ الْعَاكِفِينَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُود

اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل پر یہ ذمے داری عائد کی کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف، اعتکاف اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔ (بقرہ: ۱۲۵)

اعتکاف ایک ایسی عبادت ہے کہ جس نے بھی اس کی مٹھاس کو ایک بار چکھا وہ اسے دوبارہ درک کرنے کے لئے بے قرار رہتا ہے۔ اس میں سب کچھ الٰہی رنگ میں رنگا ہوتا ہے حتیٰ کہ سانسیں بھی تسبیح شمار ہوتی ہے۔ سب معتکفین لباس طہارت پہن کر خداوند تعالیٰ کے لطف وعنایت کے منتظر ہوتے ہیں۔ اعتکاف عاشقان الٰہی کی انتظارگاہ ہے۔ اعتکاف ایک ایسی فرصت کا نام ہے کہ جس میں انسان اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کا اعتراف کرتا ہے اور اپنے مستقبل کو روشن اور تابناک کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ اعتکاف خودسازی کے لئے ایک شارٹ کورس ہے کہ جو کم از کم تین دن کا ہوتا ہے اور انسان کو خواہشات، عادات اور روزمرہ زندگی کی مصروفیات سے آزاد کرا دیتا ہے۔ یہ کتابچہ بظاہر ایک عام نوجوان کی اعتکاف میں شرکت کی روداد ہے لیکن اپنے اندر معرفت کے عجب موتی سموئے ہوئے ہے۔ جس کو پڑھ کر انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اس کی ذات سے عشق ،امام وقت کی معرفت حاصل کرنے کا شوق اور امام کے ظہور کی راہوں کو ہموار کرنے کیلئے کچھ کر گزرنے کا انگیزہ ،شوق اور ولولہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے خوبصورت متن کا مطالعہ اور انداز اعتکاف جیسی عبادت کو مزید معرفتی اور الٰہی رنگ دینے کا باعث بنتا ہے۔ انشاءاللہ خدا ہماری یہ سعی کوشش اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور قارئین کیلئے مفید ثابت ہو۔

ادارہ المہدیؑ تربیت اسلامی

آئی ایس او پاکستان

اعتکاف، معرفت کا راستہ

اتوار کا دن تھا ہر اتوار کی طرح آج بھی میں چھٹی کا بھر پور فائدہ اٹھا رہا تھا صبح ہوئے کافی دیر ہو چکی تھی لیکن میں ابھی تک بستر پر پڑا ہوا تھا۔ اتنے میں کچن سے امی جان کی آواز سنائی دی۔ میں نے نیند میں ڈوبی آنکھیں بمشکل کھولیں ۔ "سعید" اماں کے لاڈلے! اور کتنا سوؤ گے؟! با دل نخواستہ میں ہاتھوں کا سہارا لے کر اٹھ بیٹھا، مندی آنکھوں سے وال کلاک پر نظر ڈالی ابھی تو 10 بجنے میں پانچ منٹ باقی ہیں بس پورے دس بجے اٹھ جاؤں گا لیکن کچن سے اماں جان کی آواز نے مجھے مزید پانچ منٹ کی مہلت دینے سے انکار کر دیا۔ میں نے وقت گزاری کے لئے ٹی وی آن کیا اور ریموٹ کنٹرول ہاتھ میں لے کر چینل بدلنا شروع کر دیئے۔ چینل نمبر 6 نیوز چینل تھا۔ خبریں آ رہی تھیں چینل نمبر 5 کوئی مووی دکھائی جا رہی تھی ۔ لیکن کیا فائدہ جب تک شروع سے نہ دیکھو بیچ سے خاک سمجھ میں آتی ۔ چینل 4 پر کوئی علمی بحث تھی ۔ چینل نمبر 3 کوئی کار ریس دکھا رہا تھا۔ اب کوئی بتائے کہ ٹی وی پر کیا دیکھیں۔ چینل بدلتے بدلتے میں نے چینل نمبر 1 لگایا (کوئی مذہبی چینل تھا) ایک میزبان کسی عالم دین سے کہ جن کی صورت سے اگر چہ میں آشنا تھا لیکن مجھے ان کا نام یاد نہیں آ رہا تھا۔ ظہور امام زمانہؑ کے متعلق کچھ سوال جواب کر رہے تھے میں نے چینل بدل دیا پھر دل میں آیا دیکھوں تو کیا بحث چل رہی ہے۔ آغا صاحب فرما رہے تھے امام زمانؑ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان کے ظہور کی راہ ہموار کرنے کیلئے کمر بستہ ہو جائیں کیوں ہر لحظہ ہم یہ کہیں کہ امامؑ نے ہمارے لئے کیا کیا ہے کیوں ہم خود سے سوال نہیں کرتے "ہم نے ان کے لئے کیا کیا ہے۔" جب کہ ہمارا سانس امام زمان علیہ السلام کے وجود کا مرہون منت ہے۔

دعائے عدیلہ میں معصومؑ سے منقول ہے "بیمنہ رزق الوریٰ" کہ آپؑ کی برکت سے ہی دوسروں تک رزق پہنچتا ہے۔ پس اہم یہ ہے کہ ہم ان کے انقلاب کی راہ ہموار کرنے کیلئے سرگرم

ہو جائیں۔ یہ سستی اور کاہلی جو ہمارے وجود میں سرایت کر چکی ہے۔ دراصل یہ امامؑ سے دوری کا نتیجہ ہے۔ اگر ان کی خاطر حتیٰ کوئی چھوٹی سی خدمت بھی انجام دیں گے تو ہماری اپنی زندگیوں میں برکت پیدا ہو جائے گی۔ امام زمان علیہ السلام کی خدمت اس قدر اہمیت رکھتی ہے کہ کسی شخص نے امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ "وہ امام موعود جو دنیا کو عدل و انصاف سے پر کر دیں گے ۔کیا آپ ہیں۔" آپؑ نے فرمایا: "نہیں اگر میں انہیں پالیتا تو اپنی تمام عمر آپ کی خدمت میں صرف کر دیتا"

پس معلوم ہوا کہ امام عصر علیہ السلام کی خدمت وہ کیمیا ہے جو ہمارے خاکی وجود کو سونا بنا دے گا اور ہماری زندگی اور ہمارے وقت کو نشاط و برکت سے لبریز کر دے گا میزبان نے مولانا صاحب کی بات قطع کی اور کہنے لگا۔آغا صاحب! آپ کی گفتگو کا شکریہ چونکہ پروگرام کا وقت ختم ہونے کے قریب ہے۔اس لئے برائے مہربانی تین منٹ میں روشنی ڈالیے کہ خدمت امام کا بہترین راستہ کیا ہے۔

دعا برائے تعجیل فرج امام زمانؑ

آغا صاحب فرمانے لگے کہ آپؑ کی خدمت و نصرت انجام دینے کے کئی طریقے ہیں لیکن چونکہ ہمارے پاس وقت کم ہے اس لئے صرف ایک خدمت کی طرف اشارہ کرتا ہوں شاید آج کل حضرت ولی عصرؑ کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ ان کے ظہور کے لئے زمینہ سازی کی جائے گی ۔اوران حکومت فرمانروائی کے لئے مقدمات فراہم کئے جائیں۔ یہ بجا ہے کہ آقا مولا کا ظہور خدا کے ہاتھ میں ہے لیکن زمینۂ ظہور کا فراہم کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ظہور کی زمینہ سازی کا ایک طریقہ تمام شیعان امامؑ کا اجتماعی طور پر دست بدعا ہونا ہے۔اب چونکہ وقت نہیں ہے۔اس لئے صرف خلاصہ عرض کروں گا کہ ہماری دعائیں امام زمانہؑ کے ظہور میں تعجیل کے لئے بہت موثر ہیں اس بات کی دلیل یہ ہے کہ اگر ہماری دعائیں موثر نہ ہوتیں تو خود آقا و مولا سفارش نہ کرتے کہ میرے ظہور کے لئے زیادہ دعا کیا کرو۔(**واکثر والدعا بتعجیل الفرج**)

پس معلوم ہوا ہم میں سے ہر ایک کی دعا اثر رکھتی ہے یہی وجہ ہے کہ آپؑ نے سب کو دعا

کرنے کو کہا ہے۔ یہاں تک کہ بعض افراد سے خصوصی سفارش کی ہے کہ ان کے ظہور میں فرج کے لئے دعا کریں مثال کے طور پر بہت بڑے عارف آیت اللہ سید محمد رضا بہا الدینیؒ کا واقعہ کہ جس میں ان سے کہا کہ وہ اپنی نماز کے قنوت میں یہ دعا اللھم کن لولیك ..... " پڑھا کریں۔ ان کے شاگردوں میں سے ایک نے ان سے دریافت کیا کہ یا حضرت اس سے پہلے تو آپ قنوت میں اس دعا کے علاوہ دیگر دعائیں پڑھا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی روش میں یہ تبدیلی کیوں پیدا کی انہوں نے جواباً فرمایا کہ خود حضرت ولی عصرؑ نے پیغام دیا ہے کہ اپنے قنوت میں میرے لئے دعا کیا کرو۔ آیت اللہ بہجتؒ فرماتے ہیں کہ دعائے تعجیل فرج ہمارے دردوں کی دوا ہے اس کے بعد اشارہ فرمایا کہ روایات میں آیا ہے کہ آخری زمانے میں سب لوگ ہلاک ہوجائیں گے سوائے ان کے جو میرے ظہور میں تعجیل کی دعا کریں۔ دوم یہ کہ امام صادق علیہ السلام نے قوم بنی اسرائیل کے حالات نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے گناہوں کے سبب پروردگار عالم نے یہ فیصلہ کیا کہ اب اس قوم میں نبی یا رسول کو مبعوث نہ فرمائے لہذا 230 سال کا عرصہ گزر گیا۔ اب بنی اسرائیل کے علماء اور عوام متوجہ ہوئے کہ یہ بے برکتی عذاب الٰہی ہے۔ اب اس مصیبت کا حل تلاش کرنے کی جستجو میں وہ دعا و توسل کی طرف مائل ہوئے۔ ہر ایک نے اپنے گھر بار کو چھوڑا اور چالیس دن کے لئے بیابان کی راہ لی۔ وفجوا ویبکوا الی اللہ ۔ آہ زاری اور گریہ و بکا کے ساتھ پروردگار سے نظر رحمت کی درخواست کی۔ پروردگار نے ان کی دعاؤں اور آہوں کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے آخر ان کی طرف اپنا رسول مبعوث فرمایا۔ اس طرح 170 سال کا یہ عرصہ غیبت ان کی دعاؤں کی وجہ سے برطرف ہوا۔ امام صادقؑ اس واقعہ کا نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں "تم شیعوں کی مثال بھی ایسے ہی ہے۔ اگر تمہارے ہاتھ گریہ و بکا کے ساتھ سمت آسمان بلند ہوں گے ، اگر آہ بکا اور آنسوؤں کے ساتھ ان کے ظہور کی خاطر فریاد کرو گے تو وقت ظہور نزدیک آجائے گا ۔ اگر دعا نہیں کرو گے اور یونہی بے خیالی کے عالم میں بیٹھے رہو گے تو تمہارے امام کی غیبت طول پکڑ جائے گی معلوم ہوا کہ ہماری دعائیں بہت اثر رکھتی ہیں ہاں مگر سب لوگ مل کر کامل توجہ کے ساتھ فریاد کریں۔ امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں: (ان اصبحتم یوماً لا ترون منہم احداً فاستغیثو اباللہ عزوجل وما اسرع ما یاتیکم الفرج) "اگر اس حالت میں صبح کرو کہ ہم اہل بیت میں سے

کسی کو اپنے درمیان نہ پاؤ تو خداوند عالم کے حضور صدائے فریاد بلند کرو۔ اگر یہ کام انجام دو تو ظہور کے نزدیک ہونے کا سبب بنے گا۔"

ملاحظہ کیا آپ نے امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ استغاثہ کرو نالہ وفریاد کرو یعنی صرف زبان سے دعا کا پڑھ لینا کافی نہیں ہے محض زبانی دعا موثر نہیں ہے بلکہ دعا کو گریہ وزاری اور نالہ وفریاد کے ہمراہ ہونا چاہیے ہاں مگر یہ نالہ وفریاد اور آہ وآنسو امامؑ سے دوری اور درد ہجراں کی بنیاد پر ہونے چاہیئے۔ میزبان نے آغا صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے درخواست کی کہ اپنے آخری کلمات سے نوازیں آغا صاحب مسکرائے اور کہنے لگے۔ "آخر میں کہوں گا کہ ایام اعتکاف نزدیک ہیں کتنا ہی اچھا ہو کہ ہم ان تین ایام میں مساجد میں اعتکاف کے لئے جمع ہوں خدا کے مہمان بنیں اور سوائے امام زمانہؑ کے ظہور میں تعجیل کے اور کوئی درخواست یا حاجت دل میں نہ رکھیں ان تین دونوں میں اپنے دل میں امامؑ کی یاد کو زندہ کریں سب مل کر بہ یک دل و یک آواز، دل کی تمام گہرائیوں کے ساتھ ولی عصر علیہ السلام کے ظہور کے لئے دعا اور توسل کریں۔ "اپنے نفس اور نفسانی خواہشات سے دوری اختیار کریں ہم جو کہ نفسانی خواہشات میں غلطاں رہے۔ نفس نے ہمیں کیا پہنچایا؟ اب کم از کم ان تین ایام میں اپنے نفس سے کنارہ کش ہو جائیں اپنی ذات کے حصار سے باہر نکلیں اپنے تمام وجود کے ساتھ اپنے امامؑ کو اس جان عزیز کو پکاریں گریہ وزاری کے ساتھ امام سے درخواست کریں تا کہ خداوند آپ کی باقی ماندہ غیبت ختم کر دیں۔ اگر سب لوگ بیک دل اور بیک زبان آقا ومولاؑ کو پکاریں تو محال ہے کہ دعائیں بے اثر ٹھہریں اور قبول نہ ہوں۔ اگر چہ وقت ختم ہو چکا ہے لیکن مجھے اجازت دیں کہ اس میں ایک نکتہ کا مزید اضافہ کر دوں میزبان نے پروڈیوسر سے بات کی اور کہنے لگے کہ جی! مولانا صاحب پروگرام کے وقت میں مزید پانچ منٹ کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ آپ فرمائیے۔ مولانا صاحب نے فرمایا! "جی میں عرض کر رہا تھا کہ ان تین ایام میں روزہ رکھیئے اور خدا کے گھر میں حالت اعتکاف میں قیام کریں دنیا و مافیہا کی ہر فکر سے آزاد ہو کر صرف ظہور امامؑ کے لئے دعا کریں۔ اس جگہ میں عمل ام داؤد کی طرف اشارہ کر رہا ہوں۔ کیا ہی اچھا ہوا اگر ہم ان تین ایام میں مجموعی طور پر اپنی ذمہ داری کو سمجھ سکیں۔ امام صادقؑ کے دور میں حکومت وقت نے ایک شخص کو کہ جس کا نام داؤد تھا زندان میں ڈال دیا

اس کی ماں امام صادق ؑ کے حضور حاضر ہوئی اور اپنے فرزند کی زندان سے رہائی کیلئے دعا کی درخواست کی۔امامؑ نے اس سے فرمایا کہ تیرہ سے پندرہ رجب ان تین ایام میں روزہ رکھو اور پندرہ رجب کو بعداز نماز ظہر ایک دفعہ بیٹھ کر یہ آیات، یہ سورتیں اور یہ دعا (دعائے ام داؤد) پڑھو اور جو یہ عمل انجام دے گا اور دعا مانگے گا پروردگار عالم اس کی دعا کو مستجاب کرے گا۔اس دعا کو پڑھو تا کہ تمہارا فرزند زندان سے رہائی پا جائے۔ام داؤد نے اس عمل کو انجام دیا اور اس کا بیٹا زندان سے آزاد ہو گیا اور چند روز کے سفر کے بعد اپنے گھر پہنچ گیا کیا میں اور آپ سب اسیر نہیں ہیں (اسیران ستم، اسیران ہم وغم)۔

کیا میرے اور آپ کے امام زندان غیبت کے اسیر نہیں ہیں؟ آیت اللہ بہجتؒ فرماتے ہیں؛ وہ (امام زمان علیہ السلام) زندان میں ہیں، ناخوش ہیں غمگین ہیں۔اور ہم ان مطالب سے کس قدر غافل ہیں توجہ ہی نہیں کرتے حصار غیبت نے امام عصرؑ کا احاطہ کر رکھا ہے ہماری ذمہ داری ہے کہ وہ کام کریں جو اس حصار کو توڑ ڈالے آیئے ہم سب مل کر ان ایام میں روزہ رکھیں اور خانہ خدا میں فقط ان کے ظہور کی خاطر معتکف ہو جائیں۔

ہم پر لازم ہے کہ آپؑ کی رضا و خوشنودی کو اپنی رضا اور مرضی پر مقدم رکھیں وہ آقا و مولا ہمارے لئے ہر تعلق ہر رشتے حتیٰ اپنی ذات سے عزیز تر ہوں۔اگر ایسا ہو تو پھر آپ دیکھئے گا کہ کس طرح اعتکاف میں رنگ و بوئے مہدویؑ آپ کی مشام جان کو معطر کرے گی۔کیا قلب ونظر کو خیرہ کرنے والا اعتکاف ہو گا اور کیسی کیسی برکتیں ہونگی جو اعتکاف کرنے والوں کے شامل حال ہو جائیں گی مجھے یقین ہے کہ ایسے اعتکاف میں شامل سب لوگوں کے لئے خود مہدی دوران روحی لہ الفداء دست بدعا ہوں گے۔"

میزبان نے آغا صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ناظرین سے رخصت لی۔میں حیرت زدہ ہو گیا میں نے تو ابھی تک اس بارے میں کبھی سوچا ہی نہیں تھا کہ کیسے ممکن ہے کہ امام زمان علیہ السلام کی خدمت ونصرت کی جائے۔میں نے اس نیت سے اعتکاف پر جانے کا پختہ ارادہ کر لیا۔پھر امی جان کی تلاش میں کچن میں جا پہنچا چونکہ چھٹی کا دن تھا اس لئے بابا ادھر ادھر کے کئی چھوٹے موٹے کام نمٹانے میں مصروف تھے اور اس وقت گھر سے باہر تھے میں نے سوچا بہتر ہے امی

جان کو راضی کرلوں اگر وہ رضامند ہوگئیں تو بابا جان آسانی سے مان جائیں گے جب میں کچن میں پہنچا تو امی جان ناشتہ تیار کرنے میں مصروف تھیں میں نے بلا تمہید جلدی سے کہا "امی جان" میں اعتکاف کے لئے جانا چاہتا ہوں۔ امی جان نے فرائنگ پان میں آلو کا سالن پکاتے ہوئے بغیر میری طرف دیکھے کہا "سعید پیچھے ہٹ جاؤ کہیں گھی اڑ کر تمہارے چہرے پر نہ آ پڑے۔ تو پھر میری طرف دیکھ کر کہنے لگیں۔ اعتکاف وہ کس لئے؟" ان کی توجہ پوری طرح مبذول کرانے کے لئے میں دھیرے سے کہا "دیکھیں اماں جان میری خواہش ہے کہ تین دن کیلئے مسجد میں اعتکاف میں بیٹھوں خدا کے گھر میں خدا کا مہمان بنوں اور اس کی عبادت کروں" اماں جان جو میرے انداز بیان کی تبدیلی سے خوش بھی تھیں اور حیران بھی کہنے لگیں "اگر وعدہ کرو کہ ان تین دنوں کے بعد بھی ہمیشہ مجھ سے اسی آرام وسکون سے بات کرو گے تو اجازت دے دوں گی ورنہ میں تمہارے اعتکاف کے لئے جانے پر راضی نہیں ہوں "میں نے خوشی خوشی اماں جان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میں وعدہ کرتا ہوں اصل میں تو اعتکاف کا مقصد ہی یہی ہے کہ ہم اپنے اخلاق و رفتار کی اصلاح کی کوشش کریں۔ امی جان کہنے لگیں "البتہ تمہیں اپنے بابا کی اجازت بھی ضرور لینی چاہیے میں نے جواب دیا آپ فکر نہ کریں بابا میرا ساتھ دیں گے۔" امی جان جو میرے اعتکاف پر جانے کا سن کر خوش ہوگئیں تھیں کہنے لگیں مسجد میں کیا کرو گے؟ میں نے کہا سوچ رہا ہوں ان تین دنوں میں روزہ رکھوں انہوں نے جلدی سے کہا "پھر تو مجھے تمہاری سحری وافطاری بھی بنا کر بھیجنا ہوگی" میں نے چاہا کہ حسب سابق چیخ کر کہوں۔ بابا مجھے کس مشکل میں ڈال رہی ہیں۔ کہ مجھے یاد آیا کہ ابھی تو میں نے وعدہ کیا ہے کہ آرام سے بات کروں گا پھر میں نے اپنے اوپر کنٹرول کرتے ہوئے کہا" میری اچھی اماں جان آپ بالکل پریشان نہ ہوں۔ مسجد میں ہر چیز کا انتظام ہوگا۔ آپ فکر نہ کریں ۔خدا کی مہمانی میں ہونگا" اگلے دن ظہر کے وقت میں نماز جماعت کے لئے مسجد چلا گیا نماز کے بعد مسجد کے دفتر میں اعتکاف کے لئے نام لکھوانے چلا گیا۔ دفتر کے مسئول نے میرا نام لکھنے کے بعد مجھے ہفتہ کے روز چھ بجے مسجد میں منعقد ہونے والی اعتکاف کے بارے میں بریفنگ میں شرکت کرنے کی تاکید کی۔ میری خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا میں زندگی میں پہلی بار اعتکاف کے لئے جا رہا تھا اور پہلی ہی بار کیسی خوبصورت نیت کے ساتھ ظہور امامؑ میں تعجیل کی دعاؤں سے خدا کی بارگاہ میں

دعا کرنے کیلیئے اوراعتکاف ایسی حاجت کی طلب کے لئے بہترین موقع تھا لیکن میں جواس سے قبل اس چیز سے بھی غافل تھا کہ میرے ایک امام علیہ السلام بھی ہیں اور میں نے ابھی تک کچھ بھی ان کی خاطر انجام نہیں دیا۔اب کم ازکم اپنی عمر کے یہ 3 دن تو اپنے امامؑ کے وجود نازنین کی خاطر وقف کردوں جب میں گھر پہنچا تو اماں جان کشمش صاف کررہی تھیں میں نے اماں جان کو آہستہ سے سلام کیا انہوں نے ہمیشہ کی طرح نظریں اٹھا کر میری جانب دیکھا اور بجائے سلامکا جواب دینے کے کہنے لگیں۔دیکھو! بھول گئے کہ تم نے وعدہ کیا تھا کہ اپنے اخلاق کو درست کروگے اس لئے اچھے اور خوبصورت طریقے سے سلام کرو۔عجیب بہانہ ان کے ہاتھ میں دے دیا ہے اب غلطیوں سے خبردار ہی رہنا چاہیے۔میں نے اپنی آواز کو تھوڑا سا بلند کرتے ہوئے بڑے اچھے انداز میں انہیں سلام کیا اور کہا: السلام علیکم! اماں جان آپ کیسی ہیں ٹھیک ہیں؟ وہ اس انداز پر مسکرائیں اور مسکراتے ہوئے بولیں۔علیک السلام میرے بچے۔یہ کشمش تمہارے لئے صاف کر رہی ہوں جب اعتکاف پہ جاؤ گے تو اسے بعد از افطار کھالینا۔میں حسب عادت چلاّ کے بولا نہیں بابا مجھے نہیں چاہیے کہ ایک دفعہ پھر یاد آیا کہ میں نے وعدہ کیا تھا۔اس لئے بڑے سکون سے جواب دیا "مجھے صرف چندروز کے لئے ہی تو روزہ رکھنا ہے"اس کے بعد میں اپنے کمرے میں چلا آیا۔اعتکاف کی تیاری کا سوچ رہا تھا کہ مجھے اپنے کلاس فیلو اور بہت ہی اچھے دوست احمد کا خیال آیا۔میں نے فون اٹھایا اور ساری بات اس کو سنائی اور اسے بھی اپنے ساتھ چلنے کو کہا وہ پہلے من من کرتا رہا پھر کہنے لگا شاید آہی جاؤں پتہ نہیں۔یہ تھوڑا سا وقت بہت جلدی گزر گیا اور ہفتے کو چھ بجے کا دن آن پہنچا میں مسجد میں اعتکاف کے سلسلے میں ہونے والی بریفنگ میں چلا گیا۔مسجد لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔تقریباً 200 کے نزدیک مرد اور 100 کے قریب خواتین اس میٹنگ میں موجود تھے۔اے کاش! مجھے معلوم ہوتا کہ کیا چیز ان تمام لوگوں کے لئے اعتکاف میں شامل ہونے کو باعث بنی۔اے کاش! تین دن کے لئے یہ سب لوگ اپنی ذات کے محور سے ہٹ جائیں اور اپنی ذاتی حاجات وخواہشات کو فراموش کردیں۔مجھے نہیں معلوم تھا کہ کیسے ان سب لوگوں سے کہوں کہ آئیں ان تین ایام کو امام زمانؑ کے لئے وقف کردیں۔اور ہمارے مدنظر سوائے آپؑ کے اور کوئی بھی حاجت نہ ہو۔اسی سوچ میں گم تھا کہ مائیکروفون کی آواز بلند ہوئی پہلے

آقائے جوادی نے جو مسجد کی انجمن کے صدر تھے۔اور جن کے مسجد کی انجمن میں شامل ہونے کے بعد مسجد کی رونقیں بڑھ گئیں تھیں گفتگو کا آغاز کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"میں آپ معتکفین کو یہاں اس مسجد میں خوش آمدید کہتا ہوں۔میرا تقریر کا کوئی ارادہ نہیں ۔صرف ایک نکتہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مسجد کی انجمن جو مسجد کے معاملات چلانے کی ذمہ دار ہے اس میں میرے خیال میں دو بزرگ افراد ایک درمیانی عمر کے برادر، ایک نوجوان اور ایک خاتون کو شامل ہونا چاہیے۔تاکہ ہم ہر طبقہ کی ضروریات اور مشکلات سے آگاہ ہوسکیں۔اور اعتکاف کو ہر سن و سال کے لوگوں کے لئے مفید بنایا جاسکے اور کسی طبقے کے ساتھ زیادتی نہ ہو۔اور اعتکاف جیسی عبادت خیر و خوبی کے ساتھ انجام پذیر ہو۔آپ آغا صاحب کی تقریر کے بعد جو اعتکاف کے بارے میں ہے اپنے نام لکھوادیں شکریہ!

درود کی صداؤں کے ساتھ آغا موسوی سٹیج پر آئے اور بسم اللہ کے بعد کہنے لگے: "اعتکاف ایسے سکون اور ایسے ٹھہرنے کو کہتے ہیں جو آپ کے اندر حرکت اور فعالیت کو ایجاد کرے۔خانۂ خدا میں تین روز کے لئے اس لئے قیام کرنا کہ راہ خدا کو خوشی خوشی طے کرنے کے لئے تیار ہوسکیں۔"

تین دن دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کی وابستگیوں سے منہ موڑنے کی مشق کریں۔خدا کی یاد اور اس سے مناجات کی لذت کو محسوس کریں۔مومن کی خدا کی طرف توجہ اور خدا کو دل سے یاد کرنا ہی روح عبادت ہے۔دنیا اور اسکی لذتیں انسان کو یاد خدا سے غافل کر دیتی ہے اور انسان بندگی کی حقیقی لذت کو بھلا دیتا۔

ہمیں چاہیے کہ ان تین دنوں کیلئے دنیا سے رخ موڑ لیں، رب العالمین سے مناجات کی لذت سے آشنا ہوں۔صحیح معنوں میں اسے یاد کریں۔جان لیں کہ ہمیں اسے اپنے وجود کی تمام تر گہرائیوں کے ساتھ یاد کرنا ہے۔خدا اور اس کے اولیاء کی یاد کو اپنے دل میں زندہ کریں اور ان تین ایام میں اس مشق کے ساتھ اس کو اپنی زندگی کا وظیفہ قرار دیں۔یہ عمل (اعتکاف) جو آپ انجام دینا چاہتے ہیں اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ مردان الٰہی خصوصاً جناب ختمی مرتبتؐ نے کبھی

اسے ترک نہیں کیا۔ آپؐ ماہِ مبارک رمضان کے آخری دس روز مسجد میں اعتکاف میں بیٹھتے تھے۔

اعتکاف کو انجام دینے والے اشخاص جن کو معتکف کہتے ہیں ان کی اتنی اہمیت ہے کہ خود رب ذوالجلال نے اپنے دو جلیل القدر انبیاء حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کو حکم دیا کہ اس کے گھر کو اعتکاف کرنے والوں کیلئے پاک کریں۔ پس آپ اپنی اہمیت اور اپنے مرتبہ کو پہچانیں اور اپنے آپ کو خدائے مہربان کے اچھے مہمان بننے کیلئے تیار کریں۔

میں اعتکاف کی شرائط اور محرمات اختصار کے ساتھ آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں اگر کسی کا کوئی سوال ہو تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔

شرائطِ اعتکاف:

۱۔ نیت فقط قرب الٰہی ہو۔

اعتکاف صرف خدا کی خاطر انجام دینا چاہیے جیسا کہ نماز کہ جس کی نیت فقط قرب الٰہی ہے ۔میں نے ہاتھ بلند کیا اور کہا آغا صاحب معاف کیجئے گا کیا مجھے امام زمانہؑ کے ظہور میں تعجیل کی دعا کی نیت سے اعتکاف نہیں کرنا چاہیے۔

آقائے موسوی نے میری طرف دیکھا اور کہنے لگے "جب ہم کہتے ہیں کہ اعتکاف کیلئے جاتے وقت ہماری نیت خدا کی خاطر عمل انجام دینے کی ہونی چاہیے تو اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ مثال کے طور پر یہ نیت نہ ہو کہ گھر والے یا اہل خاندان یا ہمسائے یہ کہیں کہ کیسا نیک نوجوان ہے۔ اعتکاف کیلئے گیا ہے" یہ نہیں ہونا چاہیے۔ ہم خدا کی خاطر آئے ہیں اور اگر اپنی حاجات پر نظر ڈالیں تو بہترین حاجت تو وہی ہے جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا۔ واقعاً اگر انسان امام زمان علیہ السلام کے علاوہ کسی اور حاجت کیلئے معتکف ہو تو اس نے اپنا نقصان کیا ہے اور مومن ہوشیار رہوتا ہے، اپنا نقصان نہیں کرتا اور ہوشیاری اس میں ہے کہ اپنے زمانے کے امامؑ کے ساتھ عشق و محبت کرے۔ اپنی دیگر حاجات ایک طرف رکھیں اور ہماری حاجت فقط امام عصرؑ کے ظہور میں تعجیل ہو۔ اگر خلوص نیت اور جذبہ موجود ہو تو اس کے بہت زیادہ اثرات ہیں اور کمترین اثر تو یہ ہے کہ امام زمان علیہ السلام ان تمام لوگوں کے لئے جنہوں نے ان کو اپنی حاجت قرار دیا ہے اور

فریاد بلند کی ہے، ان کیلئے دعا کرتے ہیں پس ہمارے اعتکاف کی نیت قربِ خداوندی ہونا چاہیے اور یہ حاجت بھی ہمیں خدا کے قریب کرتی ہے۔

۲۔ روزہ:

اعتکاف روزہ کے بغیر صحیح نہیں ہے، اگر کوئی کسی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا تو وہ اعتکاف میں بھی شامل نہیں ہوسکتا۔

خواتین کی طرف سے کسی نے سوال کیا یعنی مسافر بھی اعتکاف میں شریک نہیں ہوسکتا۔

مولانا صاحب نے جواب دیا: ہاں اگر مسافر کا دس روز کے قیام کا ارادہ نہیں ہے تو وہ روزہ نہیں رکھ سکتا لیکن اگر اس نے سفر درپیش ہونے سے قبل 13 سے 15 تاریخ کے 3 روزے رکھنے کی نذر کی تھی تو نذر کی وجہ سے اس کا روزہ رکھنا واجب ہوگیا۔ اب وہ اس (حالتِ سفر) میں روزہ رکھ سکتا ہے اور اس کا روزہ صحیح ہوگا۔ اسی لیے وہ اعتکاف میں بھی شامل ہوسکتا ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ روزہ کے نذر کی نیت وہ سفر سے قبل کر چکا ہو۔

۳۔ اعتکاف تین روز کیلئے ہو:

تین دن سے کم اعتکاف صحیح نہیں ہے البتہ ان تین دنوں میں سے بھی پہلے دو روز مستحب ہیں یعنی ان میں اگر کوئی کسی وجہ سے اعتکاف کو ترک کرنا چاہیے تو کر سکتا ہے لیکن اگر دو روز گزر گئے تو تیسرے دن کا اعتکاف واجب ہو جائے گا اور ہمارے پاس اس کو ترک کرنے کا حق باقی نہیں رہے گا۔ اگر کسی وجہ سے آپ کا تیسرے دن کا اعتکاف کی حالت میں نہ رہ سکیں تو آپ کا اعتکاف باطل ہو جائے گا تو آپ کو اگلے سال اس کی قضا بجالانا ہوگی۔

۴۔ مکانِ اعتکاف:

مکانِ اعتکاف جامع مسجد ہونا چاہیے البتہ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ اس کا نام جامع مسجد ہو بلکہ اس سے مراد وہ مسجد ہے جس میں عام اہل علاقہ نمازِ جماعت میں شرکت کیلئے آتے ہیں۔ ہماری ساری مساجد جامع مساجد نہیں کہلاتیں۔ لیکن جس مسجد میں بھی لوگوں کی آمد و رفت ہو اور فجر و ظہرین و مغربین کے اوقات میں نماز جماعت اس میں منعقد ہوتی ہو وہاں اعتکاف درست ہے۔

۵۔ پہلے دن آذان صبح سے لیکر تیسرے دن آذان مغرب تک مسجد میں حاضر رہنا:

پہلے دن آذان صبح سے لیکر تیسرے دن آذان مغرب تکبعد از نماز مغرب مسجد میں حاضر ہونا شرط ہے پس اگر کوئی پہلے دن اذانِ صبح کے بعد مسجد میں حاضر ہوتو اس کا اعتکاف (اول روز کا) صحیح نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر کسی کو کوئی اضطراری حالت پیش آجائے جیسے کسی کو اگر غسل واجب انجام دینا ہو یا کسی اور اشد ضرورت کے تحت باہر جائے اور زیادہ دیر بھی نہ لگے تو اعتکاف میں کوئی اشکال نہیں۔ ١٤

٦۔ اجازت:

اعتکاف کیلئے بیوی شوہر سے اور بچے ماں باپ سے اجازت لیں یعنی اگر وہ راضی نہ ہوں تو اعتکاف درست نہیں۔

کافی وقت گزر چکا ہے، اب میں مختصراًان کاموں کو بیان کرتا ہوں جن کا انجام دینا حالت اعتکاف میں حرام ہے۔ انشاءاللہ اس کے بعد آپ سے اجازت چاہوں گا۔

محرماتِ اعتکاف:

الف) عطر/خوشبو کا سونگھنا

ب) خرید وفروخت

ج) **لڑائی جھگڑا**۔ اپنی بات کو درست ثابت کرنے اور دوسرے کی بات کو غلط ثابت کرنے کیلئے بحث ومباحثے کو طول دینا۔

د) **ہروہ کام کہ جو روزہ کو باطل کردے** اعتکاف کی حالت میں حرام ہے۔ انشاءاللہ ہم 13 رجب المرجب کو جو مولیٰ الموحدین امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا روز ولادت ہے قبل از اذان فجر یہاں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ اور ہدیہ تبریک وتہنیت پیش کریں گے۔ لوگ منتشر ہوگئے میں اس فکر میں تھا کہ اعتکاف سے پہلے اپنی نیت کو امامؑ کے لئے خالص کر سکوں میں خدا سے توفیق طلب کررہا تھا کہ امامؑ کے فرج میں تعجیل کیلئے روزہ رکھوں۔

جب میں مسجد سے واپس گھر پہنچا تو میری بہن لیلیٰ جو پانچویں کلاس میں پڑھتی ہے۔ اپنا

ہوم ورک کر رہی تھی۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو خوشی خوشی سلام کیا۔ میں حسب سابق سرد مہری اور بیزاری سے اسے جواب دیا۔مگر پھر فوراً یاد آیا کہ امی جان نے کہا تھا "اگر اپنا اخلاق درست کرو گے تو اعتکاف میں جانے کی اجازت دوں گی۔" میں نے فوراً اس انداز میں کہ میری والدہ سن لیں لیلیٰ سے حال احوال پوچھنا شروع کر دیا۔

بندۂ خدا انسان کتنا عجیب موجود ہے اسے پتہ بھی نہیں چلتا کہ وہ کس طرح بدلنے لگتا ہے ۔اب تو مجھے خود اس میں ایک لذت محسوس ہونے لگی تھی۔ میں بہت اچھا محسوس کر رہا تھا۔ میں اپنی چھوٹی بہن کے ساتھ کتنی زیادتی کرتا رہا۔اور مجھے احساس تک نہ تھا۔اپنے اور دوسروں کے اعصاب کو شکستہ کرتا رہا۔اور مجھے پتہ ہی نہ چلا لیلیٰ نے ایک نظر میرے چہرے پر ڈالی اور کہنے لگی۔ سعید بھیا! کیا ہوا۔بہت خوش ہو؟ میں نے جواب دیا ہاں! میں کل اعتکاف پر جا رہا ہوں۔اس نے ہوم ورک کرتے کرتے جواب دیا۔تمہیں خوش دیکھ کر مجھے بھی خوشی ہو رہی ہے۔کاش میں بھی تمہارے ساتھ چل سکتی۔ میں نے اس سے کہا،تمہیں اتنا بھی پتہ ہے کہ اعتکاف لکھتے کیسے ہیں۔ اس نے سر اٹھایا اور کہنے لگی۔جی ہاں جناب آج ہی ہماری ٹیچر نے اعتکاف کے بارے میں بتایا ہے۔وہ بھی گذشتہ سال اعتکاف میں بیٹھی تھیں۔بہت اچھی بات ہے۔ان شاءاللہ جب بڑی ہو جاؤ گی تو ضرور جانا۔

اس نے جلدی سے کہا اگر آپ کو نہیں پتہ تو میں بتاؤں کہ جو کوئی بھی مکلف ہو جائے اس کو اعتکاف میں شرکت کی اجازت ہے۔اور میں تو دو سال ہوئے مکلف ہو چکی ہوں۔پھر بھی کتنے دکھ کی بات کہ میں اعتکاف میں شرکت نہیں کر سکتی۔اتنے میں ٹیلی فون کی گھنٹی کی آواز سنائی دی میں نے اٹھ کر رسیور اٹھایا۔دوسری طرف احمد تھا جو اپنے ماما بابا سے اعتکاف کی اجازت مل جانے کی خوشخبری سنا رہا تھا۔آخر کار وعدہ کا دن آن پہنچا۔احمد کے بابا نے کمال مہربانی سے ہمیں اذان صبح سے پہلے ہی مسجد میں پہنچا دیا۔جب میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ اکثر لوگ تو کل رات سے ہی خانہ خدا میں خدا کے مہمان بن چکے تھے۔اور اس وقت نماز میں مشغول تھے۔میں نے احمد سے کہا ۔دیکھو تو احمد مسجد میں کتنے زیادہ ستون ہیں۔احمد جو آج تک کبھی رات کے اس پہر بیدار نہ ہوا تھا کہنے لگا مجھے تو لگتا ہے کہ میں ابھی تک سو رہا ہوں اے کاش میں بھی ایک ستون ہی بن جاؤں۔

مسجد میں داخل ہو کر آخر کار ہم نے اپنے بیٹھنے کے لئے جگہ کا انتخاب کر ہی لیا۔ بیٹھ کر ہم لوگ کو دیکھنے لگے کہ جن کی تعداد ہر گزرتے لمحے کے ساتھ بڑھتی چلی جارہی تھی۔ اچانک ہم نے ایک سفید ریش بزرگ کو اپنی طرآتے دیکھا وہ بزرگ سلام اور احوال پرسی کے بعد کہنے لگے۔ "ماشاء اللہ کیا نوجوان ہو! شاباش! خوش نصیب ہو کہ جو آج جوانی میں خدا کے دین اور امام زمانؑ کی جانب آئے ہو۔ اگر انسان اوج جوانی میں پاک و پاکیزہ ہو جائے تو کمال ہے۔ شاباش! شاباش! تم لوگ اپنی نماز شب میں مجھ گناہ گار کے لئے ضرور دعا کرنا۔" شاباش شاباش!

اس کے بعد ہم سے خدا حافظ کہا اور چلے گئے۔ احمد مسکرا کر کے بولا: "ہم نماز صبح کی قضا پڑتے ہوئے ضرور ان بزرگ کے لئے دعا کر دیں گے۔ کہاں ہم اور کہاں نماز شب "صبح کی اذان کے ساتھ ہماری مہمانی کا آغاز ہو گیا۔ مسجد جوانوں اور نوجوانوں سے بھری ہوئی تھی ۔یوں لگتا تھا کہ سب معنوی عشق سے سرشار شائد مل کر امام زمانؑ کے ظہور میں تعجیل کی خاطر دعا کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے نماز صبح باجماعت ادا کی۔ اس کے بعد ہم سب نے مل کر وہ دعا پڑھی کہ جس کو دعائے عہد کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ جو کوئی چالیس روز بوقت صبح دعائے عہد پڑھے امام زمانؑ کا ساتھی قرار پائے گا۔ یہاں تک کہ اگر دنیا سے رخصت ہو گیا تو بعد از مرگ دوبارہ زندہ کیا جائے گا کہ وقت ظہور امام عصر علیہ السلام کی نصرت کرے۔ اس دعا کر پرھتے ہوئے بعض افراد پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی۔ میں نے بھی احمد سے درخواست کی کی ہم ان تین دنوں میں کوئی ہنسی مذاق وغیرہ نہ کریں۔ زیادہ وقت امامؑ کی یاد میں گزاریں۔ اور خلوت کے ان لمحات میں ان کی رضا و خوشنودی کی بھرپور کوشش کریں ۔دعائے عہد کے بعد آغا موسوی نے مائیکروفون ہاتھ میں لیا اور لوگوں کو سلام اور مبارک باد پیش کرنے کے بعد اعتکاف کا شیڈول بتانا شروع کیا۔

تین روز امام زمان علیہ السلام کے لئے وقف:

انہوں نے فرمایا: "ہمارے اعتکاف کا محور امام زمان علیہ السلام کی شخصیت ہے۔ لہٰذا کوشش کریں۔ کہ اپنے نفس کا حصار توڑ ڈالیں اور ان تین ایام کو امام زمانؑ کے لئے وقف کر دیں

عبدالحمید واسطی جو کہ امام باقر علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے، انہوں نے امامؑ سے کہا "ہم اپنی پوری زندگیاں ظہور میں تعجیل کے لئے وقف کر دیں تو کیا خداوند ہمیں مشکلات سے رہائی نہ دے گا؟ امامؑ نے فرمایا۔ قسم بہ خدا! خدا نے اس کے لئے راہ نجات قرار دی ہے۔ خدا اس بندے ۱۷
پر رحمت کرتا ہے جو ہمارے امر کو زندہ کرتا ہے۔

اب جو ہم نے یہ تین روز ان کے لئے وقف کر دیے ہیں۔ یہ تین دن جو ہم یہاں ہیں ہمیں چاہیے کہ عبادت خدا میں بسر کریں۔ ہم آپ کو بہت سخت شیڈول دینے کا ارادہ نہیں رکھتے آپ جانتے ہیں کہ تفکر بہترین عبادت ہے اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: "عبادت بہت زیادہ نمازیں پڑھنے یا زیادہ روزے رکھنے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ خلقت پروردگار میں غور و فکر کرنے کا نام عبادت ہے۔ اور روزہ دار کا غور و فکر کرنا کیا بلند مقام رکھتا ہے۔ "

۱۔ اسی طرح مذاکرۂ علمی بھی ایک فائدہ مند عبادت ہے۔ ہم نے ان تین دنوں میں حلقہ ہائے معرفت منعقد کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ یہ اس طرح منعقد ہوں گے کہ 15 افراد کا ایک گروپ تشکیل دا جائے گا کہ جس کی راہنمائی یہاں موجود علماء یا دینی طلاب میں سے ایک کرے گا۔ اس میں مہدویت کے متعلق مباحث کو زیر بحث لایا جائے گا۔ اور سوالات پر غور کیا جائے گا۔ ہم نے مورد نظر متن تیار کر دیا ہے جو پہلی فرصت میں معتکفین کو فراہم کر دیا جائے گا۔ کہ ان موضوعات پر ہم بحث کریں۔

حلقہ ہای معرفت میں یہ موضوعات زیر بحث لائے جائیں گے:

(امام زمانہ علیہ السلام کے بارے میں غور و فکر)

۱۔ ہمیں امامؑ کی ضرورت کیوں ہے؟ اگر امام نہ ہوتے تو ہمیں کیا مشکل پیش آتی۔؟

۲۔ کیا ممکن تھا کہ ہم امامؑ کے بغیر انسانیت اور کمال کے راستے کو طے کر سکتے؟ اگر خدا نے ہمیں ان کی راہنمائی اور ہدایت کا محتاج بنایا ہے تو پھر وہ غائب کیوں ہیں؟

۳۔ آپ علیہ السلام کا ہمارے اعمال پر ناظر ہونے کے بارے میں تفکر کرنا۔ اگر علمی و ایمانی نقطہ نظر سے ہم یہ یقین کر لیں کہ ہمارے اعمال امام زمان علیہ السلام کے محضر میں پیش کئے جاتے

ہیں تو رشد وکمال کے راہوں کو پہلے سے زیادہ تیز رفتاری سے طے کیا جا سکے گا۔

اس آیت پر غور کریں۔ "وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم و رسولہ والمومنون" اور ان سے کہیے کہ عمل کریں کہ خدا اور اس کا رسول اور مومنین تمہارے عمل کو دیکھ رہے ہیں۔"

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں "مومنون سے مراد ہم آئمہ (علیہ السلام) ہیں"

حضرت مہدی علیہ السلام کی مہر ومحبت کے بارے میں تفکر کرنا:

امام خدا کے اسمائے حسنہ کے مظہر ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی رحمت واسعہ کی تجلی آپ کی ذات اقدس میں جلوہ گر ہوتی ہیں کیونکہ وہ خود خدائے رحمان کے تربیت شدہ ہیں۔ امام ایک مہربان باپ، ایک شفیق ہمدم، اور ایک خیر خواہ ساتھ ہیں ہم دعائے ندبہ میں پڑھتے ہیں۔

"اللھم ھب لنا رافتاً و رحتہ" اے اللہ ہمیں امام رؤف ورحیم کے ظہور سے مستفید فرما۔

کیوں ہمارے لئے امام کو ایک جابر وقاہر شخصیت کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے۔؟ کیا اس ظلم میں دشمن کا ہاتھ نہیں ہے؟ کیا دشمن یہی نہیں چاہتا تھا کہ امام زمان علیہ السلام ایک قاہر اور خونریز شخصیت کے حوالے سے پہچانے چاہیں تاکہ نوجوانوں ان سے گریزاں ہوجائیں۔

۴۔ آپؑ کی دوستی کے اسباب فراہم کرنے کے بارے میں تفکر کرنا: آپ کی نظر میں امام علیہ السلام کی محبت، یا نصرت کی خاطر کیا کرنا چاہیے؟ کیوں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: "اگر مہدی علیہ السلام کو پا لیتا تو تمام عمران کی خدمت میں صرف کر دیتا؟ کیا ہم بغیر سرمائے کے ان کی نصرت کر سکتے ہیں؟ کیا تقویٰ اور گناہ معصیت سے دوری ان سے محبت کا بہترین انداز نہیں ہے؟ آپ کی نظر میں آپؑ کے محبوں اور جانثاروں کے اندر کیا خصوصیات ہونی چاہیں۔؟"

حلقہ ہائے معرفت

امام زمان علیہ السلام سے متعلق آیات میں تدبر

نمونہ کے طور پر چند آیات ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں تا کہ سب معتکفین آیات قرآن میں تفکر اور تدبیر کریں۔ اور جان لیں کہ قرآن کریم میں بے شمار آیات میں جو امام زمان علیہ السلام کے متعلق ہیں۔ پہلی آیت، "يَأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُواْ اتَّقُواْ اللهَ وَ كُونُواْ مَعَ الصَّادِقِين" اے ایمان والو! تقوائے الٰہی اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔" (سورہ توبہ:۱۱۹) جنات ختمی مرتبتؐ نے حضرت سلمان فارسی سے فرمایا: "الصادقین سے مراد میرا بھائی علی اور ان کے بعد آنے والے امام ہیں۔"

آج ہمارے زمانے میں صادقین کی مصداق ہمارے زمانے کے امامؑ ہیں۔ اب اس بارے میں بحث کی ضرورت ہے کہ "امام زمانؑ کے ساتھ ہو جاؤ سے کیا مراد ہے؟" کیا جسمانی معیت مراد ہے یا روحانی ہمراہی؟ اہم کیا ہے؟ کیا امام کا دیدار اہم ہے یا ان کی رضا اور خوشنودی؟ قرآن مجید حکم دیتا ہے کہ ان کے ساتھ ہو جائیں۔ مگر اب جب کہ امام غائب ہیں تو کس طرح میں ان کے ساتھ ہو جاؤں؟

دوسری آیت، "بَقِيَّةُ اللهِ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِين" اللہ کی طرف سے باقی ماندہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم مومن ہو (سورہ ہود:۸۶)

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس وقت امام مہدیؑ قیام کریں گے اور خانہ خدا سے ٹیک لگائے ہونگے تو 313 اصحاب ان کے گرد جمع ہو جائیں گے۔ اس وقت آپؑ جو سب سے پہلا کلام کریں گے وہ اسی آیۂ خداوندی کی تلاوت ہے۔ "بَقِيَّةُ اللهِ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِين" اس کے بعد فرمائیں گے۔ انا بقیۃ اللہ

کسی شخص نے امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا " کیا ہم امام علیہ السلام کو امیر المومنینؑ کے لقب سے سلام عرض کر سکتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا نہیں یہ وہ لقب کہ جس کو خداوند متعال

نے علی ابن ابی طالب کے لئے مخصوص کیا ہے۔اس شخص نے کہا "پھر آپ کو (امام مہدیؑ) کو کس طرح سلام پیش کروں۔فرمایا" السلام علیك یا بقیة الله "پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی "بَقِيَّةُ اللهِ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ" بقیہ خدا کے کیا معنی ہیں؟ کیوں امام عصرؑ کو اس نام سے سلام پیش کرنا بہتر ہے۔ "؟

تیسری آیت۔"وَ أَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَ بَاطِنَة" اور اس نے تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں زیادہ کردیں۔(سورہ لقمان:۲۰) جب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا:"نعمت ظاہرہ، امامؑ ظاہر ہیں، اور نعمت باطنہ سے مراد امام غائب ہیں اس نے سوال کیا کہ کیا آپ آئمہؑ میں سے کوئی غائب ہوگا۔" امامؑ نے فرمایا: "ہاں ان کا وجود ظاہر لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہوگا لیکن ان کی یاد مومنین کے دلوں سے غائب نہیں ہوگی اور وہ بارہویں امام ہوں گے۔" کیوں امام کاظم علیہ السلام نے نعمت کو امامؑ سے تعبیر کیا۔۔؟ بلند ترین اور بزرگ ترین نعمت کونسی ہے۔۔؟

کیا آپ نے امام کے واسطۂ فیض ہونے کے بارے میں ابھی تک کچھ سنا ہے؟ یہ نوٹس (اوراق) آپ اپنے دوستوں میں تقسیم کردیجئے گا۔امید کرتا ہوں کہ مباحث مہدوی سے مانوس ہونے کے بعد آپ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے شیطان کے شر سے محفوظ ہوجائیں گے۔(انشاءاللہ) آخری بات یہ کہ آج امیر المومنینؑ کے میلاد مسعود کے بابرکت موقع پر دس بجے ایک جشن منعقد کیا جارہا ہے ۔مولانا صاحب کا لیکچر ختم ہوا، مسئول اعتکاف نے کھانے وغیرہ اور دیگر انتظامی امور کے حوالے سے کچھ باتیں کیں۔اس کے بعد ہر کوئی اپنی جگہ پر جا کر اپنے کام میں مصروف ہوگیا۔

امام زمان علیہ السلام کو تلاوت قرآن ہدیہ کرنا:

میں احمد کے پاس بیٹھا سوچ رہا تھا کہ مجھے اس کے ساتھ سختی نہیں کرنی چاہیے۔پہلی دفعہ اس طرح کے پروگرام میں شرکت کررہا تھا لہذا میں نے اس سے کہا "احمد اگر تھک گئے ہو تو آرام کرلو۔ "اس نے نیند سے سرخ ہوتی آنکھوں کے ساتھ مجھے حیرانگی سے دیکھا کہنے لگا کیا تمہیں آرام کے علاوہ کوئی کام ہے "میں نے کہا ابھی نیند نہیں آرہی میں قرآن پڑھنا چاہتا ہوں میرا دل

چاہتا ہے کہ اعتکاف کے دوران روزانہ قرآن پاک کا ایک پارہ تلاوت کر کے امام زمان علیہ السلام کی خدمت میں ہدیہ کروں۔ احمد نے لیٹتے ہوئے خود پر کمبل ڈالا اور کہنے لگا۔ اس شرط پر سو رہا ہوں کہ تم ایک پارہ میری نیت سے بھی پڑھ کر ہدیہ کردو گے۔" میں مسکرا دیا اور کہا سو جاؤ اس نے بھنویں چڑھا کر میری طرف دیکھا اور کہا بابا آ جاؤ سو جاؤ نا۔ فکر نہ کرو ہم بعد میں پڑھ لیں گے۔ میں نے قرآن اٹھایا۔ اس کی جلد کو بوسہ دیا اور کہا ویسے بھی اس وقت سونا مکروہ ہے۔ احمد نے اپنا سر کمبل کے اندر کر لیا اور اندر ہی سے بولا۔ ویسے اور کیا کیا کچھ مکروہ ہے۔ میں نے کہا کچھ نہیں بابا جان سو جایئے۔ احمد سو گیا اور میں قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول ہو گیا اتنے میں ایک نوجوان میری بائیں سمت سے آیا اور سلام کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھ کر اپنی کتابیں کھول کر درس پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔ میں نے ابھی قرآن کریم کے تین یا چار صفحات ہی پڑھے تھے کہ احمد نے کمبل میں سے سر نکالا اور کہنے لگا "سعید! معاف کرنا تمہارے اس قرآن پڑھنے کو کوئی ثواب نہیں بلکہ تمہارے لئے اس کا گناہ ہی لکھا جائے گا۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا۔ مگر کیوں میں نے کیا کیا ہے۔ "احمد نے ٹھنڈی آہ بھری۔ اور کہنے لگا جناب! یہ جو آپ کی اتنی خوبصورت آواز ہے نا۔ جو شائد کسی دوسرے کی نہ ہو گی! اس نے مجھے کہاں سونے دیا۔ میں فوراً متوجہ ہوا۔ اور اس سے معذرت کرنے کے بعد زیر لب قرآن کی تلاوت کرنے لگا۔ احمد کے ساتھ میرا برتاؤ ہمیشہ ہی بہت محبت بھرا ہوتا تھا۔ امی جان مجھ سے فقط یہی چاہتی تھیں۔ کہ میں گھر والوں کے ساتھ بھی اپنے دوست جیسا ہی برتاؤ کروں۔

اعتکاف میں لوگوں کے حقوق

مسجد کے دروازے سے باہر مختلف قسم کے جوتے بکھرے ہوئے تھے چونکہ رنگا رنگ قسم کے جوتے ڈھیر ہوئے پڑے تھے۔ اس لئے ایک نوکیلے جوتے کہ اوپر میرا پاؤں آ گیا۔ بدحواسی میں میرا پاؤں دو تین جوتوں پر آ گیا۔ اپنے جوتوں تک پہنچنے کے لئے میں نے دو تین قدم ہی اٹھائے تھے کہ درمیانی عمر کے ایک انکل کہنے لگے معاف کیجئے گا بیٹا! یہ جو آپ دوسروں کے جوتوں پر پاؤں رکھ کر گذر رہے ہیں۔ یہ درست نہیں یہ لوگوں کے حقوق کی عدم رعایت ہے۔ قبل

اس کے کہ میں کچھ بولتا احمد نے جلدی سے کہا "معذرت چاہتا ہوں غلطی سے ایسا ہو گیا لیکن لوگوں کے حقوق سے کیا مراد ہے۔ "وہ محترم مسکرائے اور کہنے لگے دیکھو بیٹا" یہ وہ نکات ہیں اگر ان کی رعایت کی جائے تو معنوی امور میں اس کے آثار ظاہر ہوتے ہیں میں نے ایک مرتبہ ایک کتاب میں پڑھا تھا کہ امام خمینیؒ ایک دن درس دینے کے لئے کلاس میں گئے کلاس کے باہر ایسے ہی جوتے بکھرے ہوئے تھے۔امام (رہ) نے دیکھا کہ اب یا تو جوتوں کے اوپر سے گذرنا پڑے گا یا کلاس چھوڑنا پڑے گی۔چونکہ جوتے دوسروں کے تھے اور امام خمینیؒ ان پر حق تصرف نہ رکھتے تھے۔لہٰذا انہوں نے کلاس چھوڑ دی چند لوگوں نے کہا کہ ہم جوتے ایک طرف کر دیتے ہیں لیکن امام (رہ) نے کہا نہیں ممکن ہے کہ ہم جوتے ایک طرف اکھٹے کریں اور لوگوں کو اپنے جوتوں کی تلاش میں اذیت اٹھانا پڑے۔ "یہ باتیں بہت اہم ہیں اگر جوتے کا مالک کہ جس کے جوتے سے آپ پاؤں رکھ کر گزرے ہیں اپنے جوتوں کو برے حال میں مٹی وغیرہ سے اٹا ہوا دیکھ لے تو کس قدر ناراض ہوگا۔اور جو بندۂ مومن کی اذیت کا باعث بناء اس نے خدا کو تکلیف دی۔پس دیکھیں۔۔یہ کام صحیح نہیں ہے۔احمد نے جلدی سے سر جھکایا ساری جوتیاں اٹھا کر انہیں اپنے ہاتھوں سے صاف کیا پھر ان انکل سے کہنے لگے آپ کا بہت بہت شکریہ۔حساب کے وقت جواب دینا بہت مشکل ہے۔جب ہم واپس لوٹے تو زیارت امین !۔پڑھی جارہی تھی جس کے متعلق سنا ہے کہ یہ معتبر روایت سے منقول ہے۔ہم نے بھی مفاتیح اٹھائی اور زیارت پڑھنے والے آخری سطر تک پہنچ گئے۔اور احمد بولا۔میری نیت تو تھی نہ۔مجھے پورا ثواب ملے گا۔اس کے بعد سلام پیش کرنے والوں نے بڑے خوبصورت انداز میں ہدیہ سلام پیش کیا کہ میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی گئی۔نماز جماعت کے لئے مسجد میں اس قدر رش تھا کہ یو لگتا تھا کہ ہر سن وسال اور ہر طبقے کے لوگ نماز میں شریک ہیں بعد از ظہر،حلقہ معرفت تشکیل دیا گیا اور اس کی رہنمائی مسجد میں اعتکاف کرنے والوں میں موجود دینی طلاب یا علماء میں سے ایک ایک کو دی گئی۔احمد مجھ سے کہنے لگا۔سعید مجھے یاد نہیں آرہا میں نے حیرت سے کہا یاد نہیں آرہا ۔۔کیا یاد نہیں آرہا؟ تھوڑی دیر ہونٹ بھنیچتے وہ سوچتا رہا پھر کہنے لگا مجھے سوچنا اور غور وفکر کرنا نہیں آتا جب بھی میں کسی مسئلے کے بارے میں سوچنے لگتا ہوں تو جلدی کوئی اور خیال میرے دماغ میں

آ جاتا ہے۔مثلاً ابھی چند منٹ پہلے میں میں خود سے کہہ رہا تھا کہ تھوڑی دیر امام زمان علیہ السلام کے بارے میں غور وفکر کرو۔اچانک سوچ نے پلٹا کھایا اور مجھے پھر مثلاً فلاں گیم،فلاں مقابلے کا خیال آنے لگا۔میں نے جواب دیا اور کہنے لگا فکر نہ کرو میں بھی تمہارے جیسا ہی ہوں صرف اتنا ہے کہ میرا دماغ تمہاری طرح یورپ کی راہ نہیں پکڑتا اور میں اگر ارادہ کرلوں تو مستقل مزاجی سے سوچنے میں غور وفکر کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہوں اے کاش! ہم یہ غیر مستقل مزاجی چھوڑ دیں۔

کم گوئی۔۔۔مقدمہ فکر

جب ہم حلقہٗ معرفت میں پہنچتے تو بیٹھتے ہی میں نے آغا صاحب کی طرف رخ کیا اور یہ سوال ان کے گوش گزار کردیا۔آغا صاحب نے تمام افراد سے دعاوسلام کے بعد بسم اللہ سے آغاز کرتے ہوئے کمال مہربانی سے میرے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: ان دوستوں نے بہت اچھا سوال کیا ہے۔اور حسن اتفاق یہ ہے کہ میری بحث کا مقدمہ بھی یہی ہے۔تفکر تک رسائی حاصل کرنے کا ایک طریقہ کم گوئی ہے۔جو انسان زیادہ باتونی ہوتا ہے۔اس کا ذہنی ارتکاز عموماً کم ہوتا ہے ۔اس کے خیال کا طائر ہمیشہ ایک شاخ سے دوسری شاخ کی طرف محو پرواز رہتا ہے ۔پس اولین قدم یہ ہے کہ زیادہ اور بلاضرورت گفتگو سے بچا جائے امیر المومنین نے معتکف شخص کے متعلق فرمایا ہے: "معتکف کے لئے بہتر ہے کہ دوسروں کے ساتھ گفتگو میں احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دے۔اسی طرح دوسری جگہ آپؑ نے فرمایا: "لازم ہے کہ خاموشی اختیار کرو تاکہ تمہاری عقل روشن ہوسکے "اس لئے کوشش کریں کہ ان تین ایام میں کم گفتگو کریں تاکہ آپ کی عقلانی قوتیں متحرک ہوسکیں۔طے یہ پایا تھا کہ حلقہٗ معرفت ایک گھنٹے سے زیادہ نہ ہوگا لیکن بحث اس قدر دلچسپ تھی کہ ہر کوئی اس ضمن میں اپنے نقطہٗ نظر اور خیالات کا اظہار کر رہا تھا۔لہٰذا نشست طول کھینچ گئی۔البتہ مستند آیات وروایات کی روشنی میں جن خیالات کا اظہار آغا صاحب نے کیا سبھی نوجوانوں نے اس سے لطف اٹھایا۔

دو بجے کے قریب آغا صاحب نے نشست کے خاتمے کا اعلان کیا اور ہم اپنی جگہ واپس آگئے اور احمد نماز پڑھنے میں مشغول ہوگیا۔قرآن پاک تلاوت کرتے ہوئے جو میری احمد پر نظر

پڑی تو وہ تیزی تیزی سے نمازیں پڑھنے میں مشغول تھا۔میں نے اعتراض کرتے ہوئے اس سے کہا " کیا ہو گیا ہے احمد؟ کیوں اتنی تیزی سے نماز ادا کر رہے ہو؟ " وہ تکبیرۃ الاحرام کہنے کے لئے تیار تھا۔اس نے ہاتھ تکبیر کے لئے بلند کئے میری طرف دیکھ کر بولا میری صبح کی نماز ہمیشہ قضا ہو جاتی ہے۔آج کل فرصت ہے قضا نمازیں ادا کرے کا بہت اچھا موقع ہے۔اللہ اکبر۔۔(لو جی جواب دے دیا) جب اس کی دو رکعتی نماز ختم ہوئی میں نے پھر اس سے کہا احمد تمہیں چاہیے کہ نماز تھوڑی بلند آواز میں پڑھو کیا تم نہیں جانتے کہ مرد نماز صبح اور مغرب وعشاء میں حمد و سورہ کی قرأت تھوڑا اونچی آواز میں کرتے ہیں۔اس نے کمال اطمینان سے جواب دیا "مجھے پتہ ہے جناب یہ صبح کی نماز کی قضا ہے۔اور وہ بھی ظہر کے وقت ادا کر رہا ہوں۔ "میں نے کہا میرا بھی تمہاری طرح یہی خیال تھا۔لیکن میں نے آقای موسوی سے پوچھا ہے انہوں نے جواب دیا کہ جو نماز قضا ہوئی ہے۔اس کو اسی انداز میں ادا کرنا ہوگا۔مثال کے طور پر مشہد میں آپ کی نماز قصر ہے۔اگر آپ اس کی قضا اپنے شہر میں ادا کریں گے۔تو قصر ہی پڑھیں گے۔نماز صبح بھی جس وقت بھی قضا کے طور پر پڑھیں۔نماز صبح کی طرح ہی ادا کریں گے۔یعنی بلند آواز میں احمد تھوڑی دیر تو منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتا رہا۔پھر بولا مجھے تمہارے سامنے اونچی آواز میں پڑھنے میں شرمندگی ہوتی ہے۔میں اس کی بات قطع کرتے ہوئے بولا اعلیٰ حضرت!واجبات کی ادائیگی کے سلسلے میں شرمندگی دلیل نہیں بن سکتی۔

احمد نے میری طرف دیکھا اپنی ،سجدہ گاہ اٹھائی اور مسجد کے پچھلے حصے میں چلا گیا۔اذان مغرب کی آواز روزہ دار معتکفین کے لئے کسی خوشخبری سے کم نہ تھی۔ایک دن کی مہمانی آخر کار انجام پذیر ہوئی۔اور دوسرے دن کے لئے تیار ہو جائیں۔آغا صاحب نے مغرب کی نماز جلدی جلدی پڑھا دی۔احمد اس بات سے بہت خوش تھا خوشی خوشی کہنے لگا "سعید میں عشاء کی نماز فرادیٰ پڑھ لوں گا تاکہ سب سے پہلے دسترخوان پر پہنچ سکوں۔ "احمد کم از کم ان تین دنوں کے لئے تو یہ فکریں چھوڑ دو۔میں بولا "صرف دس منٹ کا تو فرق ہے۔یہ کیا اچھی بات ہے کہ آدمی خدا کا مہمان ہو کر بھی کھانے کی خاطر جلدی کرے۔اگر تمہیں معلوم ہو کہ نماز جماعت کو ترک کرنے کی صورت میں کتنے عظیم ثواب سے محروم ہو جائے گے تو کبھی ایسا نہ کرو۔ٹی،وی پر خبر نامہ سے پہلے

ایک حدیث میری نظر سے گزری امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں "نماز جماعت کی ہر رکعت ہزار رکعت فرادیٰ کے برابر ہے۔

احمد رک گیا۔ اتفاقاً نماز کے فوراً بعد دستر خوان لگ گیا۔ افطاری چن دی گئی اور معتکفین نے بسم اللہ پڑھ کے کھانا کھانا شروع کر دیا۔ "افطار کے بعد وہ بزرگ اور وہ باصفا نوجوان جس پر میں رشک کر رہا تھا۔ ہمارے پاس آ گئے۔ ہم سب مل کر بے تکلفی سے باتیں کرتے ہوئے ڈرائی فروٹ کھانے لگے۔ احمد جو تیزی سے ڈرائی فروٹ کھا رہا تھا کہنے لگا۔ میں آج رات اس مسجد میں ایک اعتراف کرنا چاہتا ہوں سچی بات تو یہ ہے کہ میرا خیال یہ تھا کہ یہ آغا صاحبان بہت مغرور آدمی ہوتے ہیں۔ کسی کو لفٹ نہیں کراتے۔ لیکن آج حلقہ معرفت میں آغا جوادی سے میری آشنائی ہوئی۔ اس سے میرے ان خیالات کی کلی نفی ہوگئی ہے۔ واقعاً یہ بڑی ناانصافی کی بات ہے کہ انسان بغیر کس کو جانے کسی کے بارے میں کوئی رائے قائم کرے۔ اور فیصلے صادر کرتا پھرے میں نے ابھی تک کسی عالم دین کو قریب سے نہ دیکھا تھا اور نہ ہی ان سے گفتگو کی تھی پھر بھی میرا علماء کے طبقے کے بارے میں رویہ اور سوچ منفی ہی تھا۔ لیکن آج ان آغائے جوادی سے مل کر میرے خیالات بالکل بدل گئے ہیں۔ اتنا کہا! مٹھی بھر ڈرائی فروٹ اٹھایا اور چل دیا۔ میں نے سوال کیا احمد کدھر جا رہے ہو۔ احمد جاتے جاتے بغیر پلٹے بولا میں یہ ڈرائی فروٹ آغائے جوادی کو پیش کرنے جا رہا ہوں وہ بزرگ احمد کی اس حرکت پر کھل کر مسکرائے کہنے لگے ہمارے نوجوانوں کے دل صاف اور پاکیزہ ہیں۔

پس کوئی خلوص کے ساتھ ان کے دل کو اس درد ہجراں سے آشنا کر دے۔ جوان سچ اور سچائی کو پسند کرتے ہیں اور ریاء اور دورخی سے دور بھاگتے ہیں۔ میں نے اس نوجوان کی طرف دیکھا "تم بھی تو کچھ کہو۔ تمہارا نام کیا ہے۔ "وہ مسکرایا اور کہنے لگا "محمد "میں نے اس سے پوچھا کس کلاس میں ہو۔ اس نے جواب دیا سطح اول میں میرے لیے یہ انکشاف خوش کن تھا کہ ایک دینی طالب علم میرے ہمسائے میں تھا۔ فوراً اس کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی۔ وہ بزرگ بھی ماشاءاللہ۔۔ بارک اللہ۔۔ وغیرہ کہنے لگے۔ یہ کہتے ہوئے محمد کو میرے پاس چھوڑ کر چل دیئے۔

خدمت بہ امام زمان علیہ السلام

میں نے کہا: "تم نے دینی علوم کا انتخاب کیوں کیا۔۔۔؟ "اس نے بڑے اطمینان کے ساتھ کہا "دین خدا کی خدمت اور امام زمان علیہ السلام کی نصرت کے لئے۔" کیوں کہ اس نے پھر اسی موضوع کو چھیڑا تھا جو مورد بحث تھا اس لئے میں نے اس سے پوچھا۔کیا دینی مدرسے سے باہر رہتے ہوئے دین خدا کی خدمت نہیں ہوسکتی۔ کہنے لگا کیوں نہیں۔لیکن حوزہ میں زیادہ مواقع میسر ہوتے ہیں۔اور اس ضمن میں معنوی ماحول بھی بہت مددگار رہتا ہے۔ "تمہاری نظر میں آج امام زمان علیہ السلام کی بہترین خدمت کیا ہوسکتی ہے۔اس نے کچھ دیر سوچا پھر کہنے لگا میری نظر میں آج کی نوجوان نسل نمونۂ عمل کی متلاشی ہے۔اگر کوئی امام زمان علیہ السلام کی معرفت حاصل کرے اور ان کے ظہور کی راہ کو ہموار کرنے کی کوشش کرے تو اس نے امامؑ کی بہترین خدمت کی۔" مجھے اس کا جواب بہت پسند آیا۔میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے کیسے بتاؤں کہ میرے اعتکاف کا محرک بھی یہی خواہش بنی تھی کہ ان کے ظہور میں فرج کی دعا کرنے کی خاطر اعتکاف کروں۔ان بزرگ نے مجھے اپنی ہر خلوص دعاؤں سے نوازا محمد بھی کہنے لگا "ہمارے لئے بھی دعا کیجئے گا "میں نے جواب دیا "آپ ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا" احمد ابھی تک نہیں لوٹا تھا میں اسے دیکھنے کے لئے کھڑا ہوا۔کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مجھے بھلا کر کس گرم جوشی سے آغائے جوادی سے باتیں کرنے میں مشغول ہے وہ بزرگ ہمیں خدا حافظ کہہ کر اپنے بستر میں جانے لگے تو میں ان کے احترام میں کھڑا ہو گیا ان کے جانے کے بعد میں نے محمد سے کہا "اس کام کی انجام دہی کے لئے میں بھی حاضر ہوں "محمد نے حیرانگی سے پوچھا۔کس کام کے لئے؟ میں نے جواب دیا۔انہی کاموں کے لئے امام علیہ السلام کی معرفت حاصل کرنے اور ان کے لئے خدمت انجام دینے کے لئے اس کو یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ اس حلیہ اور کے ساتھ یہ لفظ میری ہی زبان سے نکلے تھے۔وہ بولا۔ضرور کیا کرنا چاہو گے۔میں نے کہا۔میں نہیں جانتا لیکن تم حوزہ میں اپنے استاد سے ضرور پوچھنا ضرور میری رہنمائی کریں گے۔

میں نے محمد کے لئے اپنے دل میں عجیب انسیت محسوس کی۔اس کے دل کی پاکیزگی اور اس کی شخصیت کا نور مجھے اس کی جانب کھینچ رہا تھا۔مجھے محسوس ہوا وہ واقعی مجاہد امام ہے۔مجھے

رشک آیا کہ وہ نوجوانی کی ابتداء سے ہی کس وادی کا مسافر ہے ۔اور میں بیچارہ ابھی تک گناہ و معصیت میں گرفتار ہوں مجھے تو یہ خیال بھی ابھی آیا ہے کہ امام زمانؑ تو میرے بھی امام ہیں ۔

احمد میری طرف آیا اور آتے ہی شروع ہوگیا۔سعید! کیا زبردست میں آغا صاحب میرے ۲۷
سارے سوالوں کے بڑے حوصلے اور سکون کے ساتھ جواب دیے ۔ مجھے یہ کتاب بھی ہدیہ کی ہے پھر میں نے ان سے ٹیلی فون نمبر مانگا۔کمال مہربانی سے وہ بھی دے دیا میں کتاب احمد کے ہاتھ سے لے لی وہ امام زمان علیہ السلام کے بارے میں تھی ۔" نگین آفرینش " کیا خوبصورت نام تھا میں نے فہرست پر نظر ڈالی کیا خوبصورت مطالب جمع کئے گئے تھے ۔اچانک میرے ذہن میں ایک خیال آیا میں محمد کی طرف مڑا جو اپنی کتاب کی ورق گردانی میں مشغول تھا اور اس سے کہا:"محمد آؤ مل کر اس کتاب کا مطالعہ کریں اور اس کے مطالب پر بحث کریں "احمد کہنے لگا "اول تو یہ کہ اس کتاب کا کوئی مالک بھی ہے جناب دوسری بات یہ کہ میں بھی آپ کے ساتھ مطالعے میں شامل ہونگا ۔محمد کی رضامندی کے بعد یہ طے پایا کہ ہم اسی مسجد میں اس کتاب نگین آفرینش کے 20 صفحات پر ہفتے کو مل کر پڑھیں گے اور آپس میں اس کا مباحثہ کریں گے ۔کچھ دیر کے بعد ہر طرف خاموشی چھا گئی !اس خاموشی میں بھی بہت سے لوگ عبادت میں مشغول تھے ۔البتہ کچھ لوگ سونے کی تیاریوں میں مشغول تھے میں سونے کے لئے لیٹنے لگا تو محمد نے میرے کمبل کی طرف اشارہ کیا۔میرا قرآن پاک میرے پائینی کی طرف پڑا تھا محمد مجھے کہنے لگا سعید بھائی! معذرت کے ساتھ قرآن کا احترام واجب ہے اور قرآن کی طرف پاؤں پھیلانا بے ادبی ہے میں نے ادب واحترام کے ساتھ قرآن کو ہاتھ میں لے لیا۔محمد کا شکریہ ادا کیا اور قرآن کو اپنے سرہانے کی طرف رکھا۔پھر محمد سے کہنے لگا "مجھے مل گیا "محمد حیرانگی سے کہنے لگا " کیا گم ہوگیا تھا "ایک اچھے دوست کی خواہش کی تھی وہ مل گیا میرے اس جواب پر احمد نے اپنے کمبل سے سر نکالا اور کہنے لگا "میری عدم موجودگی دوسروں کے ساتھ دوستی بڑھا رہے ہو "میں ہنستے ہوئے کہا "نہیں تم تو احمد میرے پرانے دوست ہو ہمارا آپس میں کتنا گہرا تعلق ہے۔لیکن کیا اس میں کوئی ہرج ہے۔اگر انسان کے کئی اچھے دوست ہوں" احمد نے محمد کی طرف دیکھا اور بولا دیکھ لو محمد! یہ میرا دل رکھنے کو کہہ رہا ہے۔ورنہ تو میں دیکھ ہی رہا ہوں کہ تم میری جگہ لے چکے ہو۔احمد نے یہ کہہ کر ہنستے ہوئے اپنا سر دوبارہ کمبل میں کر لیا۔"میں نے کہا

"احمد سے مجھے بہت محبت ہے لیکن مجھے ایک ایسے دوست کی خواہش تھی جو مجھے پستیوں سے بلندیوں کی جانب لے جائے ۔معنویت سے آشنا ہو۔اہم بات یہ ہے کہ مجھے میرے عیوب سے آشنا کرے اوران عیوب سے چھٹکارہ پانے میں میری مدد کرے ۔" محمد میں نے سر جھکالیا اور کہنے لگا "میں ہرگز خودکوان الفاظ کے قابل نہیں سمجھتا اگر آپ مجھے اپنا چھوٹا بھائی سمجھیں تو میں شکر گزار ہوں گا" اس رات میں بستر پر گیا اور اس فیض کے لئے اپنے امام کا شکریہ ادا کرنے کے بعد 3 بار سورہ توحید پڑھ کراس کا ثواب آپؑ کی خدمت میں ہدیہ کر دیا۔اذان صبح سے ایک گھنٹہ قبل باآواز بلند مناجات کی صدا سنائی دی۔ پھرایک ایک کر کے نوجوانوں کو بیدار کر دیا گیا۔اگر چہ مجھے لگا کہ بعض تو بالکل سوئے تھے جب میری آنکھ کھلی تو مجھے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ وہ بزرگ اور محمد بھی نماز میں مشغول تھے میں احمد کی سمت جھک کراسے بیدا کرنے لگا۔

نماز شب

جب میں وضو کے لئے گیا تو پوری طرح متوجہ تھا کہ میرے پاؤں دوسروں کے جوتوں پر نہ آئیں جب واپس آیا تو احمد ابھی تک محوخواب تھا۔ میں چاہتا تھا کہ نماز شب ادا کروں لیکن طریقے سے آشنا نہیں تھا اس لئے محمد کے پاس گیا اور اس سے درخواست کی کہ مجھے نماز شب کا طریقہ سکھلا دے ۔محمد کہنے لگا۔ "آپ چار مرتبہ دو دو رکعت نماز صبح کی طرح نماز شب کی نیت سے انجام دیں اس کے بعد دو رکعت نماز شفع کی نیت سے اور آخر میں ایک رکعت وتر کی نیت سے ادا کریں ۔جس میں حمد اور سورہ کے بعد قنوت کے لئے ہاتھ بلند کریں ۔اس طرح کے داہنے ہاتھ میں سو دانوں کی ایک تسبیح لے لیں ۔اور بائیں ہاتھ سے قنوت انجام دیں ۔ "پہلے ستر مرتبہ استغفراللہ رب واتوب الیہ پڑھیں پھر چالیس افراد کے لئے جس میں آپ کے والدین علماء دوست ،رشتہ دار وغیرہ شامل ہوں اس طرح طلب مغفرت کریں ۔اللھم اغفرالہ احمد ۔۔محمد ۔۔وغیرہ۔۔۔پھر 300 مرتبہ کہیں "العفو" یعنی اے پروردگار ہم سب کو بخش دے بس اتنا کافی ہے۔اگر یہ نہ بھی پڑھ سکو تو بھی کوئی مسئلہ نہیں چونکہ مستحب نماز ہے۔ممکن ہے کبھی تھکے ہونے پر یا کسی اور وجہ سے 300 مرتبہ پڑھنا مشکل لگے تو جس قدر ممکن ہو کہنے کے بعد قنوت کو تمام کر

واور رکوع وسجود بجالاؤ۔ میں خوشی خوشی اپنی جگہ پر واپس آیا اور اپنی زندگی کی پہلی نماز شب شروع کی۔ دل میں پروردگار عالم کے حضور عرض کیا کہ یہ توفیق ہمیشہ میرے شامل حال رہے۔ سحری کرنے کا وقت جو ہر ایک کو بڑا مشکل لگتا ہے آن پہنچا میں نے احمد کو اٹھایا بعدازاں نماز صبح اور دعائے عہد کے بعد ہم اپنے بستر کے پاس آبیٹھے۔ میں اور احمد محمد سے بہت اچھی طرح گھل مل گئے تھے۔ وہ بزرگ ہمارے قریب آئے اور کہنے لگے خدا برکت نازل کرے کیسے اچھے دوست بن گئے ہو۔ شاباش! اس کے بعد ایک آیہ قرآنی کی بھی تلاوت فرمائی۔ اَلۡاَخِلَّآءُ یَوۡمَئِذٍۢ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الۡمُتَّقِيۡنَ دوست روز قیامت ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے ماسوائے پرہیزگاروں کے۔ (سورہ زخرف: ٦٧) پھر کہنے لگے ساری دوستیوں سے بہترین دوستی یہی اعتکاف کی دوستی ہے۔ (چونکہ جو لوگ اعتکاف کے لئے آتے ہیں۔ ان کے لئے معنویت اور دین اہمیت رکھتا ہے۔ اس لئے وہ ایک سی سوچ رکھتے ہیں اور ایک ہی راستے کے راہی ہوتے ہیں ۔ دوستی کے نام پر دھبہ نہیں ہوتے۔ شاباش! کوشش کرو کہ ایسی دوستی سدا قائم رہے مجھے دیکھو کہ جس کا ایک پاؤں قبر میں ہے ہم نے کہا۔۔ خدا نہ کرے یہ کیسی بات کر رہے ہیں۔ کہنے لگے نہیں بیٹا حقیقت تو یہ ہے کہ میں اعتکاف میں بھی اسی لئے آیا تھا کہ خدا اہل مسجد اور اہل خیر کی خاطر مجھ بوڑھے پر بھی نظر کرم کرے۔ میں نے بارہا انہی منبروں سے سنا ہے کہ مولائے کائنات نے فرمایا : "نیکوکاروں سے نزدیکی اختیار کرو تا کہ ان میں سے قرار پاؤ اور اہل شر سے دوری اختیار کرو ۔ تا کہ ان کے شر سے بچ سکو۔" میں تو یہاں اسی امید پر آیا ہوں۔ پس اتنا کہا اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے پھر اسی عالم میں بولے "یعنی ہوسکتا ہے کہ میرے امام زمان علیہ السلام مجھ بوڑھے پر ایک نظر ہی ڈالیں۔ یہ کہہ کر وہ آہیں بھرتے ہوئے ہمارے پاس سے چل دیئے۔"

صبح 10 بجے قم سے فارغ التحصیل ایک عالم دین کا درس تھا۔ انہوں نے کیا خوبصورت با ت کہی کہنے لگے۔ "امام زمان علیہ السلام کا وجود خدا کا لطف خاص ہے اور یہ بھی اس کا لطف ہی ہے کہ اس وقت ہمارے وقت کے امامؑ اس عالم وجود میں تصرف کرتے ہیں۔ لیکن غیبت امام زمان علیہ السلام کا باعث ہم لوگ ہیں غیبت کی وہ بھی ہم خود ہی ہیں۔ میری اور آپ کی بد اعمالیوں نے اس غیبت کو طولانی کر دیا ہے۔ اگر ہم میں سے ہر ایک صحیح معنوں میں آمادہ ہو جائے

تو آقا و مولا ضرور تشریف لے آئینگے۔

"غفلت نے ہماری زندگیوں کو جکڑ رکھا ہے امام زمان (عج) کی یاد ہمارے معاشرے میں کم ہوتی جارہی ہے۔ آیت اللہ بہجتؒ فرماتے ہیں: " کہاں چلے گئے وہ انسان جو صاحب الزمان سے ارتباط رکھتے تھے ہم نے خود اپنے آپ کو بیچارہ کرلیا ہے کیونکہ آپ سے رابطہ توڑ چکے ہیں گویا کچھ (کوئی رشتہ، کوئی تعلق) رکھتے ہی نہ ہوں۔" آپ کے اس اعتکاف میں وہ قوت اور وہ طاقت ہونی چاہیے جو آپ کے گھروں کی معنوی فضا کو مہدیؑ دوران کی یاد کے عطر سے معطر کر دے۔ اس درس کے بعد ہیں احمد اور محمد کے ساتھ بیٹھ کر کتاب نگین آفرینش کے باہمی مطالعہ کے لئے شیڈول تیار کرنے لگا۔ ہم نے آپس میں عہد کیا کہ اس کام کو شروع سے آخر تک مل کر انجام دیں گے۔ اور ہمارا یہ باہمی مطالعہ صرف اس ایک کتاب کے مطالعے تک محدود نہیں رہے گا بلکہ اس کتاب کے مطالعے کے بعد ہم آغائے جوادی کی مدد سے باہمی مطالعہ کے لئے مزید کتب کا انتخاب کریں گے۔ حلقہ معرفت کی دوسری نشست کا وقت آن پہنچا۔ ہماری طرح سبھی بڑے ذوق و شوق سے آغائے جوادی کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ اس مسجد میں اس کے علاوہ بھی تقریباً دس بارہ دیگر حلقے تشکیل دیئے گئے تھے۔ اور ان میں سے بعض ایک دوسرے کے ساتھ آیات مہدویت کے بارے میں مباحثہ میں مشغول تھے آغا جوادی نے بعد از بسم اللہ دعائے اللھم کن لولیك پڑھنا شروع کی ہم سب ان کے ساتھ اس دعا کی تلاوت میں شامل ہوگئے۔ احمد جس کی آغائے جوادی سے خاصی دوستی ہوچکی تھی۔ ان کے قریب بیٹھ گیا اور پوری توجہ سے آغا صاحب کی باتیں سننے لگا آغا صاحب فرمانے لگے: " آج میری خواہش ہے کہ اس بحث کو ایک دوسرے انداز میں پیش کروں"

خدا کی نعمتوں میں تفکر

"میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے انگوٹھے کو استعمال میں لائے بغیر اپنی شرٹ کا بٹن کھولیں اور بند کریں۔ "سب نوجوانوں نے پر جوش انداز میں مختلف طریقوں سے اس کام کو کرنے کی کوشش میں لگ گئے۔ لیکن کامیاب نہ ہوسکے۔ آغا صاحب فرمانے لگے آپ نے دیکھا کہ ہم اس انگوٹھے کو استعمال میں لائے بغیر ایک بٹن کھولنے اور بند کرنے کی طاقت بھی نہیں رکھتے۔ اس انگلی کو

استعمال میں لائے بغیر ایک سطر بھی لکھنے سے قاصر ہیں۔شاید ہم میں سے کسی نے بھی خدا کی اس نعمت کے بارے میں غور وفکر نہ کیا تھا اسی طرح ایک لمحے کے لئے زبان کے اس معجزے کے بارے میں غور کریں جو گوشت کے ایک لوتھڑے سے زیادہ نہیں۔لیکن اس کے باوجود ہر طرح ۳۱
کے ذائقے اور مزے کی پہچان کرواتی ہے۔سوچئے کس طرح تلخ وشیریں خوش مزہ و بدمزہ کے درمیان فرق کرتی ہے۔میں چاہتا ہوں کہ آپ صرف ایک لمحے کے لئے اپنی آنکھوں کے متعلق سوچیں کہ انہیں خالق کائنات نے آپ کے چہرے پر کس قدر خوبصورت بنایا ہے۔غور کریں کہ آنکھوں کی حساسیت کے پیش نظر خداوند تعالیٰ نے کس طرح ان کی حفاظت کی خاطر پلکوں کو پردہ قرار دیا ہے۔جو بلا اختیار ہی گرتا اور اٹھتا ہے۔اور چھوٹے چھوٹے ذرات کو آنکھوں میں داخل ہونے سے روکتا ہے۔سبھی نوجوان آغا صاحب کا لیکچر بڑے انہماک اور توجہ سے سن رہے تھے لیکن سب سے زیادہ احمد منہمک تھا۔میں نے ایک محبت بھری نظر آغا صاحب پر ڈالی وہ کہہ رہے تھے۔

"آپ کے سبھی حواس خدا شناسی کا درس دیتے ہیں خدائے بزرگ و برتر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا "اے موسیٰ میری نعمتوں کو میرے بندوں کے سامنے بیان کروتا کہ وہ مجھ سے محبت کریں اور یہ سب خدا کی وہ نعمتیں ہیں جو میں آپ کے سامنے کلام امام صادق علیہ السلام سے بیان کر رہا ہوں۔میں چاہتا ہوں کہ آپ ایک لحظہ کے لئے اپنے لعاب دہن اور اس کے فوائد کے بارے میں غور وفکر کریں کہ یہ لعاب ہمیشہ دہن میں پیدا ہوتا رہتا ہے۔تا کہ آپ کے دہن اور گلے کو تر رکھ سکے سوچیں اگر یہ لعاب کچھ دیر کو بھی خشک ہو جائے۔تو خشکی سے انسان کا گلہ گھٹنے لگے۔ آپ انسانوں کی رنگارنگ شکل وصورت پر غور کریں کہ یہ بھی خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے کہ سات ارب انسان شکل وصورت کے لحاظ سے باہم مختلف میں تا کہ پہچانے جا سکیں ،لیکن حیوانات مثال کے طور پر ہرن کا گلہ تقریباً ایک جیسی شکل وصورت ہی رکھتا ہوگا۔اور ان کی شکل وصورت میں کوئی تضاوت نہ ہوگا۔"

کیا آپ نے ابھی تک غور وفکر کیا کہ کیوں پیشانی کی لکیریں افقی میں اور عمودی نہیں ہیں۔ کون ہم سب کے لئے اس قدر فکر مند ہے کہ اگر ہمیں پسینہ آئے تو کہیں یہ پسینہ ہماری آنکھوں میں نہ چلا جائے۔کیسا مہربان ہے ہمارا خدا جس نے ہمیں گونا گوں نعمتوں سے نوازنے میں دریغ سے

کام نہیں لیا اس نے ہمیں بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔اور ہم سے صرف ایک ہی چیز کا تقاضا کیا ہے۔ بندگی، اور کیسی بندگی،،؟ایسی بندگی کی خاطر ہمیں نمونہ عمل بھی دکھلایا ہے کہ ہمیں بندگی میں مشکل نہ ہو۔خدائے بزرگ و برتر نے چہاردہ معصومینؑ کو نمونہ عمل قرار دیا ہے کہ ان کے نقش قدم پر چل کر ہم عبودیت کی بہترین راہ طے کرنے کے قابل ہوسکیں ۔اگر ہم واجبات کو انجام دیں محرمات سے بچیں اور گناہوں کو چھوڑ دیں تو امام زمان علیہ السلام سے ارتباط کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھیں گے۔ یہاں پر میں آپ کے لئے آیت اللہ بہجت سے نقل کرتا ہوں اور بقیہ بحث آپ پر چھوڑتا ہوں آپ فرماتے ہیں "اگر یہ کہا جائے کہ ہم کیوں ان آقا و مولا تک رسائی نہیں رکھتے تو آپ کا جواب یہ ہے کہ کیوں کہ آپ نے واجبات کی انجام دہی اور محرمات کے ترک کرنے کو ضروری قرار نہیں دیا۔وہ ہم سے صرف اتنا ہی کرنے پر بھی ہم سے راضی ہیں ۔واجبات کا ترک کرنا اور محرمات کا ارتکاب ہمارے اور ان کے روئے مبارک کے دیدار کے درمیان حجاب بن کر حائل ہوجاتا ہے۔"

بحث بہت خوبصورت تھی اس خوبصورت بحث کے بعد میں احمد اور محمد ہم تینوں بیٹھ گئے اور ایک ایک کرکے خدا کی ان نعمتوں کو شمار کرنا شروع کردیا جو اس نے اپنے بے پایاں فضل و کرم سے ہمیں عطا کیا تھیں مگر کیونکر شمار کرسکتے تھے۔رات کو افطار اور کچھ دیر کی استراحت کے بعد بسلسلہ شہادت حضرت زینب سلام اللہ علیہا مختصر مراسم عزاداری منعقد ہوئے میری نگاہوں نے سب اعتکاف کرنے والوں کے اندر عجیب قلبی کیفیت کا مشاہدہ کیا۔مجلس کے دوران گریہ و ماتم کی صدائیں جہاں ماحول کو سوگوار بنا رہی ہیں تھیں وہاں معنویت بھی عطا کررہی تھیں اس شب میں مولانا صاحب کی حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے متعلق گفتگو اور امام زمان علیہ السلام کی عنایات سے متعلق سوچتا ہوا سو گیا۔جب میری آنکھ کھلی تو محمد نماز شب میں مشغول تھا۔اگلے دن اعتکاف کا تیسرا اور آخری روز تھا۔ہمارے پاس ظہر تک بہت تھوڑا وقت تھا کیونکہ بعد از ظہر عمل ام داؤد بھی انجام دینا تھا۔نماز صبح کے بعد میں نے قرآن پاک کا تیسرا پارہ تلاوت کیا اور خود سے کئے گئے عہد کے مطابق اسے امام زمان علیہ السلام کو ہدیہ کردیا۔اذان ظہر سے آدھا گھنٹہ قبل آقائے موسوی نے جو مسجد کے امام جماعت بھی تھے اور خود بھی اعتکاف میں شامل تھے سب لوگوں سے محراب

کے پاس جمع ہونے کو کہا میں، احمد اور محمد تینوں ایک ساتھ بیٹھ گئے تقریباً سبھی لوگ جمع ہو گئے تھے۔ میرے لئے بہت حیرت کی بات تھی کہ سارے لوگوں نے مل کر اس شیڈول کی پیروی کی تھی اور سب یک دل اس پورے پروگرام میں شریک تھے اس احساس یک رنگی نے فضا کو بڑا معنوی بنا دیا تھا۔ آغا موسوی نے بسم اللہ اور دعای اللھم کن لولیک کے بعد اپنی گفتگو کا آغاز کیا۔

دوبارہ جنم

آغا صاحب فرمانے لگے: "میں آپ اور آپ کے پروگرام کے درمیان مزاحم ہونا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن چونکہ آج آخری روزہ ہے چاہتا ہوں کہ یاددہانی کے طور پر ایک نکتہ آپ حضرات کی خدمت میں عرض کروں تا کہ آپ ان آخری لمحات میں بہتر انداز میں خدا کی بارگاہ میں سوالی بن کر دست سوال دراز کر سکیں۔ جس بات کی یاددہانی کروانا چاہتا ہوں وہ توبہ کے متعلق ہے۔ جب بچہ اس عالم رنگ و بو میں وارد ہوتا ہے تو گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔ "توبہ درحقیقت دوبارہ جنم لینا ہے۔ اگر ہم حقیقی معنوں میں توبہ کر لیں تو ہماری حالت اس بچے کی سی ہو جائے گی جس نے ابھی ابھی اس دنیا میں جنم لیا ہے۔ ہم میں سے جس کی جو بھی حاجت ہے انشاء اللہ ضرور مستجاب ہوگی لیکن وہ انسان جو منتظر آقا و مولاؑ ہے اور جس کی حاجت فقط ان کے ظہور میں تعجیل ہے۔ اس شخص کے لئے گناہوں سے پاک ہونا اجابت دعا سے نزدیک تر ہو جانا ہے۔ لہذا اس پر واجب ہے کہ توبہ کرے۔ اگر اس نے توبہ کر لی۔ توبہ کے پانی سے اپنے گناہوں کو دھو ڈالا تو تین دن کی اس مہمانی کے بعد میرے لفظوں کا (میری حاجتوں کا) کوئی خریدار تو ضرور ہوگا مگر حقیقی توبہ کیا ہے؟ حقیقی توبہ کیلئے دو چیزیں ہونا ضروری ہیں پہلی چیز واقعی ندامت۔۔ گناہوں پر پشیمانی دوسرے ترک گناہ کا مضبوط ارادہ اگر یہ دو ارکان موجود ہوں تو یقین رکھیں کہ خدا آپ کے گناہوں کو بخش دے گا۔ میں آپ سے یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر کسی نے حقیقتاً توبہ کا پختہ ارادہ کر لیا ہے تو میں اس کو خوشخبری دیتا ہوں کہ امام عصر علیہ السلام اس کے لئے دعا گو ہوں گے۔ سید ابن طاؤس فرماتے ہیں کہ "ایک مرتبہ میں آخر شب سرداب مقدس میں حاضر تھا کہ ناگاہ میں نے آقا و مولاؑ کی آواز سنی جو اپنے شیعوں کے لئے خدا سے دعا کر رہے تھے۔ "اے پروردگار! ہمارے

شیعہ ہمارے نور کی شعاعیں اور ہماری بقیہ طینت سے خلق کیئے گئے ہیں، انہیں معاف فرمادے۔ پس توبہ کیجئے کہ امام عصرؑ میرے اور آپ کے گناہوں کے سبب آنسو بہارہے ہیں اور ہمارے کیئے پر استغفار کررہے ہیں۔ دیکھیں غور کریں خدا نے ہمارے لئے کیا کیا ہے۔ اور ہم خدا اور اس کے ولی امام وقت کے ساتھ کیا کررہے ہیں؟ مجلس میں سکوت کا علم طاری تھا سبھی کے سر شرمندگی اور خجالت سے جھکے ہوئے تھے۔ احمد کی آنکھوں سے بھی مسلسل آنسو بہہ رہے تھے آقای موسوی نے کہا: "میں کچھ دیر کے لئے خاموشی اختیار کرتا ہوں۔ اذان ظہر کا وقت قریب ہے۔ رحمت خداوندی جاری ہے۔ خدا کے مہمان خود اس کے گھر میں حالت روزہ میں ہیں لازماً آپ کی توبہ اس کی بارگاہ میں شرف قبولیت پائے گی۔ ہم اس وقت اس لحظے اس کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں خدا کی بارگاہ میں معافی کے طلبگار ہیں کچھ دیر کے لئے مکمل خاموشی چھا گئ۔"

پھر آغا موسوی کی بات کے جواب میں گریہ درازی کی صدائیں بلند ہوئیں۔ مجمع پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی میرے گناہ ایک ایک کر کے میرے پردہ ذہن سے گزرتے چلے جارہے تھے۔ والدین کے ساتھ میری بدتمیزیاں ان کی بات پر کان نہ دھرنا وہ دروغ گوئی جو میں اپنے والدین اور اساتذہ کے ساتھ کرتا رہا۔ وہ بدتمیزیاں جو وہ ناروا رویہ جو میں نے اپنی چھوٹی بہن کے ساتھ روا رکھا وہ بری نگاہ جو نامحرم کی طرف اٹھی اور جس نے میری نگاہوں کو ولی عصر علیہ السلام کے دیدار کے قابل نہ چھوڑا اور وہ سب گناہ جن کو بیان نہیں کرسکتا۔ اے خدا میں شرمسار ہوں بے حد نادم ، پشیمان، مولانا صاحب کی آواز مجھے واپس صحن مسجد میں کھینچ لائی۔ انشاء اللہ کہ ہم سب پاک وطاہر ہو کر عالم امکان امام زمانؑ کے ظہور کی خاطر فریاد کریں گے۔ اگر ہم سب بیک دل اپنے وجود کی تمام تر گہرائیوں کے ساتھ اپنی حاجت کو خدا سے طلب کریں اگر درد کی شدت کے ساتھ فریاد کریں تو لازماً فرج نصیب ہوگا کم از کم ہر مخلص شخص کے لئے پردہ غیبت ضرور برطرف ہوجائے گا اور فرج شخص اس کا مقدر ٹھہرے گا۔ آیت اللہ بہجت فرماتے ہیں: "دعای فرج"، فرج شخصی کے لئے دعا ہے۔"

عمل ام داؤد

آغا صاحب نے اذاں کی آواز کے ساتھ اپنی گفتگو کو تمام کیا اور بعد از نماز ہم اعمال ام داؤد

کے لئے تیار تھے۔ رو بقبلہ بیٹھ کر ہم نے دس مرتبہ سورہ حمد کی تلاوت کی۔ سو مرتبہ سورہ توحید کی تلاوت کی۔ دس مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھی ۔اس کے بعد چند حفاظ اور قاری جو ہمارے درمیان تشریف فرما تھے۔ انہوں نے قرآن مجید کی سورتوں کی تلاوت شروع کی۔ سورہ انعام، بنی اسرائیل، کہف، لقمان، یٰس، الصافات، ص، شوریٰ، دخان، فتح، واقعہ، ملک اور انشقاق کے بعد قرآن مجید کی تمام آخری سورتیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کے اختتام پر وضو کی تجدید کی مہلت دی گئی اس کے بعد آغا موسوی نے بہت خوبصورت اور پرسوز انداز میں آخری دعا شروع کی۔ یہاں تک کہ خدا کے ناموں پر جو کہ اس کے اسمائے جلالہ سے شروع ہوتے ہیں تو کہنے لگے۔ تیار ہو جائیے۔ ہم چاہتے ہیں کہ خدا کو اس کے خوبصورت ناموں سے پکاریں۔ جب کہ اس نے خود اہم سے اس کا تقاضا کیا ہے۔ اپنے وجود کی تمام تر گہرائیوں کے ساتھ چند مرتبہ خدا کو اس کے اسم جلالہ سے صدا دیں۔ یا اللہ۔۔۔ کی صدا مجمع کے نالا وگریہ کی صداؤں کے ساتھ مل کر کیا سماں باندھ رہی تھیں سب لوگوں پر ایسی کیفیت طاری تھی جس کا بیان ممکن نہیں میں اس سے پہلے کبھی ایسی لذت سے آشنا ہی نہیں تھا۔ محمد اور احمد کی آنکھوں سے بھی اشک جاری تھے۔ آغا صاحب نے حضوری قلب کے ساتھ دعا کی تلاوت شروع کی جب ان الفاظ پر پہنچے "یا من ردیوسف علی یعقوب" اے یوسف کو یعقوب کے پاس پلٹانے والے۔۔ اے قادر قدیر پروردگار ہمیں یوسف زہرا کا دیدار نصیب فرما۔۔ پھر کہنے لگے۔ اب چند مرتبہ امام کو اس انداز میں پکاریں کہ آپ کی صدائیں آپ کے آقا و مولا تک رسائی حاصل کرلیں۔ آپ کا نالہ وفریاد ان تک پہنچ جائے۔

یا صاحب الزمان اغثنی　　　یا صاحب الزمان ادرکنی

تمام مجمع یاد امام علیہ السلام میں غرق تھا اور اس یاد میں سب کی وہ حالت تھی جس کو صرف محسوس کیا جا سکتا تھا۔ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ آغا صاحب کے کہنے پر سب نے دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے اور اللھم کن لولیک۔۔۔ کی صداؤں پر باآواز بلند آمین کہی۔

آغا صاحب کہنے لگے اب ہم اپنی دعا کے آخری حصے میں پہنچ گئے ہیں سب لوگ اپنی پیشانیوں کو سجدہ گاہ پر رکھیں اور پھر کہیں۔ "اَللّٰھُمَّ لَكَ سَجَدتُ وَ بِكَ اٰمَنْتُ فَارْحَمْ ذُلّی وَفاقَتی وَاجْتِہادی وَ تَضَرُّعی وَ مَسْکَنَتی وَ فَقْری اِلَیْكَ یا رَب "آقائے موسوی نے مزید کہا" اس

سجدے کی حالت میں انہیں روتی آنکھوں کے ساتھ انہیں آہوں اور سسکیوں کے ساتھ اپنے وقت کے امامؑ سے درددل کیجئے خود انہیں سے مدد مانگئے انہیں سے فریاد کیجئے کہ ہمیں توفیق دیں کہ اس معنوی حالت پر قائم رہ سکیں۔ان کی بارگاہ میں عہد کیجئے کہ آئندہ سال تک ان کی خاطر کم از کم ایک خدمت ضرور انجام دیں گے۔جو کوئی کسی طرح بھی کوئی خدمت انجام دے سکتا ہے۔تو یہ نیت کرے اور اپنے امام کی خدمت گزاروں میں شامل ہو جائے۔سجدے کے اس بہترین حالت میں انسان اپنے خدا سے نزدیک ترین ہوتا ہے سب نوجوانوں کی عاقبت کے بخیر ہونے سبھی کے والدین اور تمام دیگر افراد کے لئے دعا کریں کہ ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے وہ سب انہی کا تو صدقہ ہے ہر رشتہ ہر تعلق انہی کے صدقے سے ہے۔" اذان کی آواز بلند ہوئی خدائے بزرگ و برتر کی یہ تین دن کی مہمانی انجام کو پہنچی میں اعتکاف کرنے والوں کے اندر خوشی ونشاط کی عجیب حالت کا مشاہدہ کیا نماز مغرب وعشاء کے بعد سب لوگ اپنے اپنے آشیانے کی طرف پرواز کے لئے تیار تھے۔بہت سے ایسے افراد جو ان تین دنوں میں ایک دوسرے سے قریب آ گئے تھے ایک دوسرے سے بغل گیر ہو رہے تھے۔جدائی کا لمحہ ان سب پر شاق تھا میں اور احمد نے بھی امام زمان علیہ السلام کے ننھے مجاہد محمد سے خدا حافظ کہا۔اور کتاب نگین افرینش کے مطالعے کے لئے اپنے عہد و پیان کی تجدید کی۔احمد آغائے جوادی کو خدا حافظ کہنے کے لئے چلا گیا۔جب واپس ایا تو کہنے لگے،سعید!میں آج تک کسی مولانا صاحب سے اس طرح نہیں ملا تھا جب میں آغا صاحب سے خدا حافظ کہنے لگا تو انہوں نے مجھے گلے سے لگایا اور میرے کان میں کہنے لگے:"احمد اعتکاف ختم ہوا ہے لیکن خدا تو ہمیشہ موجود ہے۔انشاءاللہ آپ سے دوبارہ اسی مسجد میں ملاقات ہوگی۔ "میرے بابا لینے کو آچکے تھے اور میری تلاش میں ادھر ادھر نظر دوڑا رہے تھے جب مجھے دیکھا تو کہنے لگے:"اے میرے بیٹے، پروردگار تمہارا اعتکاف قبول فرمائے۔" اس سے پیش تر کہ میں انہیں جواب دیتا میں نے انہیں سلام کیا اور زندگی میں پہلی بار ان کے ہاتھوں کو بوسہ لینے کے لئے جھک گیا انہیں نے مجھے اس کی اجازت نہ دی۔ہم گھر آ گئے۔سارے راستے میں یہ سوچتا رہا کہ امام زمان علیہ السلام خوش اخلاق نوجوانوں کو دوست رکھتے ہیں مجھے اپنی گزشتہ بداخلاقیوں پر توبہ کرنی چاہیے۔میری بہن لیلیٰ نے دروازہ کھولا اور سلام کرتے ہوئے میرے استقبال کے لئے بڑھی مجھے سخت شرمندگی محسوس ہوئی کہ میرے ہاتھ خالی تھے اور میں اس کے لئے

کوئی تحفہ بھی نہ لے سکا تھا۔ اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتا بابا نے گاڑی سے ایک گفٹ پیک نکالا اور کہنے لگے: "سعید جان اپنی بہن کا تحفہ گاڑی میں بھول آئے تھے۔ یہ لو میں تمہاری خاطر نکال لایا ہوں "میں نے دل میں شرمندہ ہوتے ہوئے یہ گفٹ پیک اپنی بہن کی جانب بڑھا دیا۔ جب گھر میں داخل ہوا تو اماں جان خوشی خوشی میرے استقبال کو بڑھیں اماں جان نے باہیں پھیلا کے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا۔ میں خود پر قابو نہ رکھ سکا اور زور شور سے رونے لگا۔ اماں جان کے آنسو بھی بہنے لگے۔ میں روتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا۔ "اماں جان مجھے معاف کر دیں۔ میں نے اپنی بداخلاقیوں سے آپ کو بڑی اذیت دی ہے۔"

خدمت بہ امام زمان علیہ السلام

سب لوگ خوش تھے مجھے اپنے وجود میں تبدیلی کا خوش کن احساس ہو رہا تھا اس تلاش اور جستجو میں تھا کہ امام زمان علیہ السلام کے لئے اپنی اولین خدمت کیا انجام دوں اس لئے ہر روز مسجد میں حاضر ہوتا اور آقائے موسوی سے اس ضمن میں راہنمائی حاصل کرتا۔ ایک روز جب میں نماز مغرب کے لئے مسجد میں پہنچا تو احمد کو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس نے ڈھیر ساری کتابیں اٹھا رکھی تھیں۔ جب اس کی نظر مجھ پر پڑی تو کہنے لگا سعید میری مدد کرو اور باقی کتابیں گاڑی سے نکال لاؤ میں نے حیرت سے پوچھا لیکن یہ سب کیا ہے۔ کہنے لگا آقائے جوادی نے کہا ہے کہ امام زمان علیہ السلام کی خدمت کا ایک طریقہ معارف مہدویؑ سے متعلق کتاب کی نشر و اشاعت اور ترویج بھی ہے میں نے اپنے جیب خرچ سے بچائی رقم سے یہ کتاب امام زمان علیہ السلام متعلق 110 سوالات و جوابات خریدی ہے۔ اور نوجوانوں میں تقسیم کرنے کے لئے لایا ہوں۔ مجھے اس کے جذبے کی سچائی اور بلندی پر رشک آیا۔ اور اس کی مدد کی خاطر گاڑی سے کتابیں لینے چلا گیا۔ وہ دوسرا کام جو اس رات احمد نے کیا اور جس کی طرف ہم متوجہ نہیں تھے یہ تھا کہ اس نے آقائے جوادی سے درخواست کی آج امام زمان علیہ السلام سے متعلق گفتگو کریں جب آقائے جوادی خطاب کے لئے آئے تو احمد نے اپنا گلہ صاف کیا اور بلند آواز سے صدا لگائی۔

امام زمان علیہ السلام کے خدمت گزاروں کی سلامتی کے لئے صلوات